اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / چھٹا اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 26/جولائی 2024ء بمطابق ۱۹/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	نواب جنگیز خان مری نے اسمبلی رکنیت کا حلف اُٹھایا۔	04
3	دُعائے مغفرت۔	07
4	رخصت کی درخواستیں۔	07
5	مشترکہ قرارداد نمبر 17۔	08
6	قرارداد نمبر 19۔	12

جلد 06 ☆☆☆ شمارہ 02

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 26 رجولائی 2024ء بمطابق ۱۹ رمحرم الحرام ۱۴۴۶ھ

بوقت سہ پہر 03:45 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

وَالَّذِیۡنَ لَا یَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ وَلَا یَقۡتُلُوۡنَ النَّفۡسَ الَّتِیۡ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلَا یَزۡنُوۡنَ ج وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ یَلۡقَ اَثَامًا ۶۸ یُّضٰعَفۡ لَہُ الۡعَذَابُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَیَخۡلُدۡ فِیۡہٖ مُہَانًا ۶۹ اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِہِمۡ حَسَنٰتٍ ط وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۷۰

﴿پارہ نمبر ۱۹ سُوۡرَۃُ الفُرقان آیات نمبر ۶۸ تا ۷۰﴾

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کر دی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ جا پڑا گناہ میں۔ دونا ہوگا اُس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر۔ مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ کام نیک سو اُن کو بدل دے گا اللہ بُرائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔ صَدَقَ اللہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نواب جنگیز خان مری صاحب نومنتخب رکن اسمبلی! آپ اپنی نشست پر کھڑے ہوجائیں مَیں حلف پڑھتا ہوں آپ میری تقلید کریں۔

(اِس مرحلے میں نواب جنگیز خان مری، رکن بلوچستان صوبائی اسمبلی سے جناب اسپیکر صاحب نے حلف لیا)

جناب اسپیکر: مَیں نواب جنگیز خان مری صاحب کو دوبارہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جی اصغر صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! میں اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے اور سی ایم صاحب کی جانب سے سندھ سے ہمارے مہمان ناصر محمود سومرو صاحب آئے ہیں اُن کو بلوچستان صوبائی اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی میڈم۔

ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی (مشیر برائے وزیراعلیٰ محکمہ وومن ڈویلپمنٹ): شکریہ جناب اسپیکر۔ میں point of public interest پر کچھ بات کرنا چاہ رہی ہوں۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر! میرا ڈسٹرکٹ نصیر آباد اِس وقت پانی کے شدید بحران کا شکار ہے۔ ہمارے تمام علاقے بشمول نصیر آباد، جعفرآباد، اوستہ محمد، گنداخہ، یہ تمام کے تمام علاقے اِس وقت ان علاقوں میں پانی کی شدید کمی ہے لوگوں کو پینے کے لئے بھی پانی میسر نہیں ہے۔ فصل اُگانے کا ٹائم بھی یہی ہے، سارا سال کاشتکار انتظار کرتے ہیں کہ پانی ہمیں ملے گا تو ہم فصل کاشت کریں گے۔ اور وہی اُن کے روزگار کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ایک ہی گرین بیلٹ ہے ہمارے پاس بلوچستان میں نصیر آباد ڈویژن۔ unfortunately ہر سال ہم پانی کا یہی بحران face کرتے ہیں۔ اِس دفعہ تو صورتحال ایسی ہے کہ پینے کے لئے بھی پانی میسر نہیں ہے۔ میری آپ کے توسط سے یہ درخواست ہے محترم ہمارے وزیر اریگیشن صاحب بھی بیٹھے ہیں محترم وزیر PHE اور سی ایم صاحب سے بھی میری request ہے کہ اس معاملے کو دیکھا جائے۔ صرف یہ معاملہ نہیں کہ کسی ایک particular علاقے کو پانی نہیں مل رہا۔ جب وہاں پانی نہیں ہوگا جو کہ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں We are witnessing a migration from Usta Muhammad, we are witnessing a migration Jaffarabad, and we are witnessing a migration form Naseerabad also. لوگ وہاں سے جب move کریں گے شہروں کی طرف آئیں گے یہاں پھر مزید دیگر مسائل ان کے سامنے کھڑے ہونگے۔ So in order to mitigate all these issues جو livelihood کے create ہوتے ہیں جو کہ ہمیں مزید یہاں social tensions آتی ہیں، جو ہم یہاں crisis face کرتے ہیں، دیگر

We are increasing the جو آتا ہے financial crisis کے ساتھ ساتھ social issues ہمیں poverty. We are increasing mental and social distress in people. اِس چیز کو دیکھنا ہوگا۔ ہر سال ہم صدیوں سے محرم کے مہینے میں عاشورہ مناتے ہیں۔اور ہم کربلا کے پیاسوں کو یاد کرتے ہیں۔لیکن ہم خود اپنے صوبے میں، اپنے لوگوں کے لئے جو کربلا create کررہے ہیں اُسکے لئے کون جوابدہ ہوگا؟ میرا خیال ہے اگر ہم پینے کا پانی تک اپنے لوگوں کو نہیں دے سکتے تو میں یہاں بیٹھنے کے اہل ہوں نہ کوئی اور یہاں بیٹھنے کا اہل ہے۔تو kindly اِس چیز کو دیکھا جائے کہ پانی کا یہ معاملہ، یہ بحران جلدازجلد حل کیا جائے۔بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you میڈم point is noted. میں JUI سندھ کے ناصر محمود سومرو صاحب کو welcome کرتا ہوں، جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی و برقیات): جناب اسپیکر! اچھی بات ہے کہ ہمارے colleague ہماری بہن نے یہاں پانی کا تذکرہ کیا۔ہم بھی چاہتے تھے کہ اِسکی پوری طرح اِس ایوان میں وضاحت کریں۔ پانی کی جو شدید بحرانی کیفیت ہے نصیرآباد میں، خاص کر کھیرتھر کینال میں، اُسکے بعد پٹ فیڈر میں۔ اُس کی پہلی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دریائے سندھ میں سکھر کے مقام پر ایک دروازہ ٹوٹ گیا، نہ صرف ٹوٹا بلکہ وہ بہہ گیا۔اب اُس کی بحالی کیلئے، جبکہ دو دروازے اور damage ہوئے ہیں۔پھر سندھ کی حکومت نے اور وہاں جو چائنیز انجینئرز کام کررہے تھے اُنہوں نے اُسکا جائزہ لیا تو راجن پور کے مقام سے پانی بند کردیا۔اور پوری دریا کے اندر جو پانی store تھا وہ سمندر میں چلا گیا۔ بائیس تئیس دن وہاں اُس دروازے کو بنانے میں لگے۔اور دروازہ پچھلے 22 تاریخ کو اُنہوں نے لگایا۔اب پورے راجن پور سے لیکر سکھر تک پانی کے storage کو دوبارہ store کرنا اور کیونکہ ہماری نہریں اوپر دریا میں پانی ہے نہیں تو ایک بحرانی کیفیت یہ تھی جس کی وجہ سے کھیرتھر کینال میں بالکل پانی کی کمی ہے۔اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں اور اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب نے وزیراعلیٰ سندھ سے، ہم نے وزیر آبپاشی سندھ، صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب سے بھی ملاقات کی اُنکے نوٹس میں لائے، چیئرمین بلاول بھٹو صاحب کوئٹہ کے دورے پر آئے، اُن کے نوٹس میں لائے، ہمارے منسٹر ہیلتھ فیصل جمالی صاحب تین چار دفعہ وہاں گئے۔اور اسلام آباد میں بھی صدر سے ملاقات کرکے ان کو اِس صورتحال سے آگاہ کیا۔رہا باقی کیونکہ جب دریا میں پانی کی کمی ہوئی ہمارا دوسرا نہر چلتا ہے پٹ فیڈر گڈو سے، 2022ء میں جو سیلاب آیا 35 کلومیٹر بالکل وہاں silt پڑا ہوا ہے۔بالکل برابر زمین ہے پٹ فیڈر کینال۔ہمارا پانی پٹ فیڈر میں 6700 کیوسک ہے۔اس وقت 6200 کیوسک پانی ہم سندھ سے لے رہے ہیں۔لیکن silt کی وجہ سے پانی کا بہاؤ کم ہے، پانی رُکا ہوا ہے۔تو اس سلسلے میں تین دن پہلے وزیراعلیٰ صاحب نے صبح سویرے ہی اسی سلسلے میں بریفنگ بھی

دی۔ پھر میں گیا ملاقات کی۔ انہوں نے فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل دی کہ اِسکا فوری حل کیا ہے کیونکہ اس کا فوری حل ہم نکالیں۔ اِس سلسلے میں پانچ رکنی جو بلوچستان کے سب سے سینئر ہمارے انجینئرز ہیں اُن کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ مَیں نے کہا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے حکم دیا ہے میں نہیں، تین دن کے اندر اندر رپورٹ دیں۔ تو آج ٹائم لے لیا ہے، کل وزیراعلیٰ صاحب کو تمام صورتحال کی بریفنگ دیں گے اور اپنی تجاویز ان کو پیش کریں گے اس کا مستقل حل ہو۔ یہ صورتحال آج سے وہاں نہیں ہے نہری نظام میں یہ گزشتہ دس پندرہ سالوں سے ہے۔ 2011-12ء میں جو سیلاب آیا نقصانات ہوئے۔ 35 کلومیٹر میں بالکل ایک کینال کا جو بند ہوتا ہے وہ تو بالکل ختم ہے اس میں آٹھ شگاف پڑے ہوئے ہیں جب تک ان کو بند نہیں کریں گے silt نہیں نکالیں گے تو پانی کی یہ بحرانی کیفیت رہے گی۔ میں بھی خود وہاں کے ٹیل کا زمیندار ہوں۔ میری بہن بھی وہاں کی اچھی خاصی زمیندار ہیں۔ اور باری شاخ میں ماشاء اللہ 3 ہزار ایکڑ کے قریب چاول کاشت کرتے ہیں۔ پھر اسکے ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! جو پانی چوری ہوتا تھا، ہائی کورٹ کے چار آرڈرز موجود ہیں کہ پٹ فیڈر بیرون کینال ہمارے اُسمیں نہیں ہے کہ اِنکے وہاں جو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں چاول کاشت کرتے ہیں غیر قانونی، ہم نے 64 پمپنگ مشین remove کیے۔ روزانہ رات کو گشت ہوتا ہے وہاں ہمارے اریگیشن کے عملہ SDO اور XEN خود گھومتے ہیں تاکہ نہری نظام کو بہتر کیا جا سکے۔ آج گئے ہوئے تھے ہم لوگ صحبت پور وہاں بھی یہی شکایت تھی۔ کئی جگہوں پر پانی تھا بڑی بڑی کاشت ہو رہی تھی۔ اب ہم ایک حد سے بھی بڑھ کر ہم لوگوں نے اِس سال 100 فیصد چاول کاشت کیے ہوئے ہیں۔ جبکہ محکمہ اریگیشن کی طرف سے 30 پرسنٹ کاشت کرنے کی اجازت ہے چاول کی۔ لیکن ہم لوگوں نے 100 فیصد چاول کاشت کیا ہوا ہے۔ تو پانی کی بحرانی کیفیت نہ صرف بلوچستان کے اندر ہے سندھ کے اندر بھی ہے۔ ایک قدرتی ایک ہوا جس سے دروازے گر گئے۔ کوشش ہے کہ وہ بہتر ہو اس میں سندھ حکومت اور وفاقی حکومت کی بھی پوری کوشش ہے اور وزیراعلیٰ صاحب ذاتی طور پر اس سلسلے میں باہر ہمیں بھی ہدایت دے رہے ہیں۔ براہِ راست بھی اس سلسلے پر انکا نوٹس ہے۔ میں اپنی بہن کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ ہم سب مل کر کل آئیں جو بریفنگ ہوگی آپ کو بھی دعوت دیتے ہیں آپ بھی تجاویز دے دیں تاکہ اس کو بہتر کیا جا سکے۔ کیونکہ 10 سال سے وہاں نہری نظام پر کام ہی نہیں ہوا ہے۔ اور ہر سال حکومت بلوچستان نے پیسے بھی دیے تھے۔ silt کے نام پر۔ بھئی silt نکال لیں ریت جو نہری نظام ہے نہر کے اندر پڑا ہوا ہے لیکن اُس پہ کام، میں تسلیم کرتا ہوں کام نہیں ہوا ہماری اس مخلوط حکومت کی اور وزیراعلیٰ صاحب کی پوری کوشش ہے کہ اس نظام کو ہم بہتر سے بہتر کریں۔ جب معیشت، ہمارے علاقے نصیرآباد کے چار پانچ اضلاع میں کوئی انڈسٹریز نہیں ہیں۔ سب سے بڑی چیز ہماری وہاں ہماری زراعت ہے۔ جب زراعت نہیں ہوگی تباہی ہوگی بیروزگاری میں اضافہ ہوگا۔ law and order کے issues بنیں گے۔ میں اپنی بہن کو یقین دلاتا ہوں اس

ایوان میں کہ آپ بھی اس حکومت کا حصہ ہیں ہم بھی۔ اور وزیراعلیٰ صاحب کی ذاتی کوشش بھی یہی ہے مل کر اس مسئلے کا ایک حل نکالنے کی پوری کوشش کریں گے 31 تاریخ کو اسلام آباد میں چاروں صوبائی وزراء کا ایک اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ جو بھی تجاویز ہیں ہمارے پاس ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے محکمہ ایریگیشن نے دی ہیں ان ایشوز کو ہم اٹھائیں گے۔ ہم نہ صرف کھیرتھر ہے، پٹ فیڈر رہے اور ساتھ ہی ہمارا کچھی کینال ہے۔ 2002ء سے شروع ہوا آج 2024ء ہے اِن 22 سالوں میں یہ complete نہیں ہوا۔ اب یہ ہے کہ کوہِ سلیمان سے پانی آیا ہے راجن پور پنجاب کے ایریا میں، 200 کلومیٹر بالکل نہری نظام مفلوج ختم ہو چکا ہے۔ اب قدرتی اس نظام سے ہم لڑ نہیں سکتے۔ دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علاقوں پہ رحم کرے اور ترقی ہو خوشحالی ہو۔ اور میں اپنی بہن کو یقین دلاتا ہوں وزیراعلیٰ صاحب کی طرف سے بھی اس ایوان کی طرف سے اس پر خصوصی توجہ دیں گے۔ آپ بھی کل ہمارے ساتھ آئیں وزیراعلیٰ صاحب کو ہم تجاویز دیں گے ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے جو سینئر انجینئرز ہیں، سیکرٹری ایریگیشن ہے، چیف انجینئر ہے، XEN ہے AC ہے، پوری ٹیم ایک تجاویز دیں گے انشاء اللہ وزیراعلی نے کہا کہ جتنے بھی ممکن ہو ہم اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہی میری گزارش ہے اپنی بہن سے کہ آپ کی شکایت حق بجانب ہے، ہر جگہ پر یہ ایشو ہے۔ آپ بھی اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔ thank you sir

جناب اسپیکر: سردار فیصل جمالی صاحب! آپ بھی بولنا چاہتے اس سلسلے میں، kindly۔ جی یونس صاحب۔

میر عزیز یونس زہری (قائد حزب اختلاف): question hour بھی ہے، تو یہ ختم کر کے اُسکے بعد اگر کسی چیز پر debate کرنی ہے اُس پر بعد میں بات کرلیں۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ hold کرتے ہیں جی اپنا علی محمد صاحب! آپ اسی بارے میں، یہ بعد میں نہیں کرلیں؟ آپ مہربانی کر کے بیٹھیں اس کو بعد میں کرتے ہیں۔ جی مولوی صاحب ذرا دعا کریں جو واقعہ ہوا ہے۔

(اس مرحلے میں دعا کی گئی)

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔ جناب محمد صادق سنجرانی صاحب آپ اپنا سوال نمبر ایک دریافت فرمائیں۔ کیونکہ صادق سنجرانی صاحب موجود نہیں ہیں۔ سوال نمبر ایک اور سوال نمبر دو next session تک کیلئے defer کیے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار مسعود علی خان صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، جناب برکت علی رند صاحب، محترمہ راحیلہ حمید خان درانی صاحبہ، محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ، محترمہ مینا مجید صاحبہ، پرنس آغا عمر احمدزئی صاحب، جناب اسفندیار خان کاکڑ صاحب، میر اسد اللہ بلوچ صاحب، میر جہانزیب خان مینگل صاحب اور

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں۔ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا رواں اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔ رخصت کی درخواست منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: غیر سرکاری قراردادیں۔

میر یونس عزیز زہری، قائد حزب اختلاف، میر زابد علی ریکی اور میر غلام دستگیر بادینی، اراکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 17 پیش کریں۔

میر زابد علی ریکی: thank you جناب اسپیکر صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ مرک 1122 (Medical Emergeny Response Centre) پروجیکٹ کا قیام 2018ء میں حکومتِ بلوچستان کی جانب سے عمل میں لایا گیا تھا۔ جس کا عملہ جن میں LTVs,Emts اور کلاس فور کے ملازمین شامل ہیں۔ 24/7 اپنی خدمات بہترین انداز میں سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن 5 سال کا ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود وہ اب تک عارضی بنیادوں پر کام کررہے ہیں۔ واضح رہے کہ انکو ریگولر کرنے کی بابت بلوچستان اسمبلی سے مورخہ 22 فروری 2023ء کو باقاعدہ طور پر ایک قرارداد بھی منظور ہوئی تھی لیکن حکومت کی جانب سے تاحال اس بابت کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے مرک 1122 کے ملازمین سخت پریشانی کا شکار ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مرک 1122 کے تجربہ کار ملازمین کی خدمات کو مدنظر رکھ کر پنجاب، خیبر پختونخواہ اور سندھ کے طرز پر اُنہیں ریگولر کرنے کی بابت عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ ان میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 17 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! جب اِس کا قیام عمل میں آیا پچھلی گورنمنٹ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ظاہر ہے نیشنل ہائی وے پر یہاں بہت زیادہ حادثات ہوتے ہیں۔ یہاں اتنی اموات قدرتی طور پر نہیں ہوتیں جتنی یہاں بلوچستان میں نیشنل ہائی وے پر حادثات کی صورت میں آج کل ہو رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا جناب اصغر ترین صاحب کو مَیں بتادوں آپ کا نام، سُنیں سُنیں آپ کا نام محرکین میں شامل نہیں ہے، آپ بعد میں بولیں تشریف رکھیں۔ جی دستگیر صاحب۔

میر غلام دستگیر بادینی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے میرے دوست اصغر خان نے کہا کہ

سابقہ 23 فروری 2023ء کو اسی بابت ایک قرارداد پیش کی گئی تھی۔اور قرارداد میں جناب اسپیکر صاحب! جیسے میرے دوست نے کہا کہ جو مرکزی شاہراہ جس میں ژوب، چمن، نوشکی، خضدار، چاغی، قلات، لسبیلہ، گوادر، کوئٹہ، تحصیل برشور وغیرہ یا دُور دراز علاقوں میں اِن کے مراکز یا سینٹرز قائم کئے گئے ہیں۔ جو emergency response centre ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کوئٹہ کراچی، یا کوئٹہ تفتان، ایران، یا کوئٹہ گوادر، یا کوئٹہ ژوب، آپ پنجاب کی طرف travel کریں۔ یا آپ کوئٹہ سے چمن افغانستان بارڈر تک تو جناب اسپیکر صاحب! اِن کی خدمات جسے میرے ساتھیوں نے قرارداد پیش کی ہے کہ محرک 1122 جو ایمرجنسی رسپانس سینٹر یا کوئیک سینٹر ہم کہہ سکتے ہیں۔ تو کم از کم بلوچستان کے جو covered area ہے اِتنا بڑا covered area رکھتا ہے اور اُس میں کلاس فور کے ملازمین شامل ہیں جو بہترین انداز میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن پانچ سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود وہ ابھی تک permanent نہیں ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کے ذریعے سی ایم صاحب بھی بیٹھیں ہوئے ہیں کہ کم از کم اِن ملازمین کو ریگولرائز کیا جائے اور ایسے کئی سینٹرز جو ہمارا انتہائی covered area سے بڑا ایریا ہے ہر ڈسٹرکٹ میں اس کو بڑھایا جائے۔ ایمرجنسی جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کئی روڈز خدانخواستہ جو ہمارے مسافر کوچیز ہیں ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں۔ آپ یقین کریں ہمارے ریسکیو کا عملہ چند لوگوں تک ہے اس کو میں یہ request کرتا ہوں کہ اِس کو بڑھایا جائے۔ اس میں ایمرجنسی جو response centre اِن کو ریگولر کیا جائے۔ اور اِن کی تعداد پورے بلوچستان تک جیسے میں نے آپ کو چمن کا یا ژوب کا، یا کراچی کا، یا تفتان کا، یا ڈیرہ مراد جمالی، یا کوسٹل ہائے ویز، اِن کو بڑھا جائے اور یہ جو ملازمین ہیں جو کام کر رہے ہیں اور experience پانچ سال کا اِن کو ہو چکا ہے۔ میری request یہ ہے کہ اِن کو ریگولرائیز کیا جائے۔ thank you. جی۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی اور کوئی محرک اس پر بولنا چاہے تو، جی زابد علی ریکی صاحب! آپ بولیں گے اس پر؟ جی جمالی صاحب۔

سردار زادہ فیصل خان جمالی (وزیر صحت): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم یہ request کرینگے کہ ہمارے ساتھ ہمارے معزز اراکین بیٹھ جائیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ contract based ہیں دوسری بات project based تو اس پر یہ ہے کہ بہتر ہے کہ ہم اس پر بیٹھ کر بات کریں اور اُس کو آگے لے کر جائیں۔ پھر قرارداد اگر ہم اس پر لاتے ہیں تو کوئی ایشو نہیں ہے۔ سی ایم صاحب نے ہمیں directions دی ہیں کہ ہمارے کافی جو ہے محرک الگ ہے، ہماری ایمبولینس سروسز الگ کام کر رہی ہیں۔ تو ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ان کو merge کر دیں تاکہ ہمیں ساری inventory کا بھی پتہ لگے جہاں جہاں ہمیں ضریات ہیں وہاں ہم وہ ضروریات دے سکیں

خاص طور پر ایمبولینس کی مد میں۔ دوسرا project based ہے سر! تو کیا اسکے contract پر جوانہوں نے پہلے سائن کیے ہوئے ہیں۔ یہ ساری چیزیں ہمیں دیکھنی پڑیں گی ہم بیٹھ کے بات کر سکتے ہیں۔ پھر ضرور ہم یا سی ایم صاحب کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ ہم کسی کا نقصان کریں۔ بلکہ یہ لوگ میرے سے دو تین میٹنگز کر چکے ہیں۔ اور میں نے اُن کو یقین دہانی کرائی ہے کیونکہ They are performing very very well. اور بہت اچھا کام رہے ہیں تو ہم نے اُنکو encourage بھی کیا ہے۔ اور میں نے تقریباً پانچ، چھ سینٹر کا خود بھی visit کر چکا ہوں جہاں ہماری ایمبولینسز بھی بہت اچھا کام کر رہی ہیں اور اسٹاف بھی موجود ہے۔ تو یہ ہماری ہیلتھ کا ایک بڑا فعال سیکشن ہے۔ تو میں اپنے معزز اراکین بھائیوں سے یہی request کروں گا کہ ہم اس پر بیٹھ کے بات کرلیں پھر اگر کوئی چیز لانی ہے تو لائیں۔ thank you

میر زابد علی ریکی: اجازت ہے جناب اسپیکر صاحب؟

جناب اسپیکر: جی جی پلیز۔

میر زابد علی ریکی: بات یہ ہے کہ جناب فیصل صاحب نے بہت اچھی بات کی سَر! اِسکی کارکردگی بالکل بلوچستان میں ہے۔ اگر چھ، سات سینٹرز ہیں تو بالکل ہم منسٹر صاحب اور سی ایم صاحب کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ جو نیشنل ہائی وے جدھر بھی ہیں۔

جناب اسپیکر: Good

میر زابد علی ریکی: چاہے کوئٹہ سے پشین چمن، چاہے یہاں سے کوئٹہ سے گوادر یا یہاں سے نوشکی، تفتان جدھر بھی ہے سبی، نصیر آباد ہے۔ ہم کہتے ہیں بیٹھنے کے لئے تیار ہیں سَر! اس کو عملی جامع پہنائیں۔

جناب اسپیکر: Good ٹھیک ہے۔

میر زابد علی ریکی: ایکسیڈنٹس ہر روز ہو رہے ہیں ہر جگہ سَر! اور واحد ادارہ یہی ہے کہ وہ فوری اسی ٹائم وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اِن لوگوں کو experience بھی ہے مگر کم ہے باقی ہم بیٹھنے کے لئے تیار ہیں منسٹر صاحب ہماری اپوزیشن بھی۔

جناب اسپیکر: آپ تمام حضرات سے میری گزارش ہوگی کہ منسٹر صاحب کی یقین دہانی پر آپ اپنی قرارداد واپس لینا چاہیں گے۔ منسٹر صاحب جی۔ جی رحمت صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: thank you سَر! ۔سر! emergency response centres! بلکہ 1122 میں سمجھتا ہوں یہ ایک ماڈل ہے۔ اور ظاہر ہے ہم سب کی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ اس کو ہم بہتر سے بہتر بنائیں۔ دیکھیں سَر! یہ مخالفت نہیں ہے قرارداد کی بلکہ میں ایک تجویز دے رہا ہوں۔ ہمارے پاس ہزاروں کی تعداد میں مستقل

ملازمین ہیں۔مصیبت یہ ہے کہ جس کوملازمت نہیں ہے بیروزگار ہے وہ روتا ہے۔جس کوآپ ملازمت دوگے آپ کے پیچھے پڑتا ہے کہ سر! میں ڈیوٹی سے کیسے آزاد ہوجاؤں۔یہ غلط بات ہے میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ اس قرارداد میں ایک ترمیم لائی جائے۔اس کی میں نیشنل پارٹی کی طرف سے اپنے اراکین کی طرف سے حمایت کرتا ہوں کہ اس کا باقاعدہ ایک ایکٹ ہم پاس کریں۔ایکٹ کے تحت ہم اسکو autonomous body بنائیں۔یہ state of the art ادارہ ہوگا اور autonomous body میں اسکا جو چیف ایگزیکٹیو ہوگا وہ fully powerful ہوگا۔وہ اپنی purchasing اپنے expenditure کو expend کرنا پروگرام کواور خود بخود automous body میں جو سروس رول ہے، 1974ء کی وہ اُس پرلاگو ہوگا،تمام ملازمین کے contract base ختم ہوگی بلکہ اس کی سروس اسٹرکچر اور اُن کی سینیارٹی اور اُن کی ریٹائرمنٹ ensure ہوجائیگی۔لہٰذا اس ترمیم کے ساتھ میں ایک اور گزارش کرتا ہوں کہ 1122 والوں کے ادارے سے from Surab to Gwader،اِس پورے درمیان میں یہ جوایک I think کوئی 900 کلومیٹر بنتے ہیں۔یہاں خاطرخواہ کوئی ایسا سینٹرنہیں ہے جو functionalize ہو۔مطلب پنجگور میں نہیں ہے۔ہوشاب ہماری تحصیل ہے تربت کی، ہوشاب کے ایریا میں نہیں ہے جہاں بہت سارے ایکسیڈنٹ ہورہے ہیں۔ towards تربت،گوادر اِس رُوٹ پر جوکوئٹہ ٹوگوادر جاتا ہے اِس رُوٹ پرسینٹرنہیں ہے۔لہٰذا میں گزارش کرتا ہوں سی ایم صاحب اِن ایریاز میں سینٹرز کی approval دے دیں۔باقی اِس قرارداد کو ہم اس طرح پاس کریں کہ اسکو autonomous body بنایا جائے اس پر گورنمنٹ یامشترکہ اپوزیشن، گورنمنٹ ایک ایکٹ لائے اسکو autonomous بنائے۔شکریہ۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں،جیقائدحزب اختلاف۔

میر یونس عزیز زہری (قائدحزب اختلاف): ہمارے دوستوں نے تواچھی باتیں کی ہیں اور واقعی ہونا چاہیے۔اور ہمارے منسٹرصاحب نے بھی ایک تجویز دے دی آپ بیٹھیں اورسی ایم صاحب نے بھی یہ کہا کہ آپ اور ہم بیٹھتے ہیں اس کو ذرا خوبصورت طریقے سے اسکو بنا کے،ہمیں کسی کو بیروزگار کرنے کا ارادہ نہیں ہے، نہ اپوزیشن کا ہے، نہ ٹریژری بنچز کا ہے۔تو انہوں نے کہا کہ اس کو بیٹھ کے ذرا خوبصورت انداز میں اس کی خدوخال دیکھ لیں گے،اسمیں کیا کرنا چاہیے،کیا خامیاں ہیں،کیا خوبیاں ہیں، وہ سب۔اور جیسے ہمارے دوسرے علاقے ہیں اور دوسرے جگہوں پر بھی اس کو بنانا ہے،تو ہم یہ قرارداد واپس لے لیتے ہیں اور اُس کو پھر ہم اچھے طریقے سے لے آتے ہیں۔شکریہ۔

جناب سپیکر: Good, ok thank you, thank you very much. قرارداد واپس ہوئی۔

حکومت اوراُس کی ٹیم کی مثبت یقین دہانی پرقرارداد واپس ہوئی۔جناب محمد صادق سنجرانی صاحب، رکن صوبائی اسمبلی اپنی

قرارداد نمبر 18 پیش کریں۔ کیونکہ صادق سنجرانی صاحب کی غیر موجودگی کی وجہ سے اِسے ڈیفر کیا جاتا ہے اگلے سیشن تک۔

جناب سپیکر: سید ظفر علی آغا صاحب، رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 19 پیش کریں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! ہرگاہ کہ ضلع پشین میں واقعہ کلی کربلا اور کلی حاجی خڑ بادیزئی جو ایک کثیر آبادی پر تقریباً 60 ہزار نفوس پر مشتمل ہے، باوجود اس کے کہ کلی کربلا بشمولِ حاجی خڑ بادیزئی کی آبادی دیگر تحصیلوں کی بہ نسبت بہت زیادہ ہے۔ لیکن اسکے باوجود کلی کربلا کو تحصیل کا درجہ نہیں دیا گیا۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ کلی کربلا کی کثیر آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے کربلا کو تحصیل کا درجہ دینے کی بابت عملی اقدامات اٹھانے کو یقینی بنایا جائے تاکہ کلی کربلا کے عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 19 پیش ہوئی۔ محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر! کلی کربلا پشین سے تقریباً 18 کلومیٹر دُور ہے۔ اور آس پاس جتنے بھی گاؤں ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ بلوچستان کا سب سے بڑا گاؤں کلی کربلا ہے۔ اور اُس کی آبادی اور یہ جو بادیزئی کلی ہے، جو کہ بالکل ہمارے ساتھ ہی پڑتا ہے۔ یہ تقریباً 60 ہزار افراد پر مشتمل ہیں۔ کلی کربلا کا historically گر دیکھا جائے جناب سپیکر! وہاں اب ایک کربلا ایک شہر کی مانند شکل اختیار کر گیا ہے تو کلی کربلا کا دیرینہ مسئلہ عموماً یہی ہے کہ ہمیں ایک تحصیل دیا جائے۔ کیونکہ وہاں نہ نادرا کا سہولت ہے، نہ پٹوار سرکل ہے، وہاں نہ فائر بریگیڈ ہے، وہاں نہ کوئی تھانہ ہے جو بندہ وہاں جا سکے، اپنا مسئلہ لے جا سکے۔ تو ہر بندے کو ٹرانسپورٹ کے ذریعے پشین سٹی جانا پڑتا ہے۔ اور تقریباً صبح کو نکلتا ہے شام کو ایک تحصیلدار کے دستخط کے لیے وہ رُلتا ہے۔ جناب سے گزارش ہے کہ وہاں کربلا کی تحصیل کا مسئلہ ہے سی ایم صاحب سے بھی میں درخواست کرتا ہوں، 20 سال سے تقریباً کلی کربلا اب ایک بہت بڑا شہر بن گیا ہے۔ تو لہٰذا اگر اس کو تحصیل کا درجہ دیا جائے تو آپ سب 65 ایوان کے اراکین کا میں شکر گزار بھی رہوں گا۔ اور یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہوگا جو اس فلور پر قرارداد کی صورت میں یہ پاس ہو جائے گا۔ تو آپ جناب سے گزارش ہے کہ اس قرارداد کو پاس کر کے ایوان سے گزارش بھی ہے کہ اسکو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 19، جی اصغر صاحب! آپ بھی اس پر بولیں گے، جی اصغر علی ترین۔

جناب اصغر علی ترین: یہ جو قرارداد پیش ہوئی ہے سید محمد ظفر آغا صاحب نے پیش کی ہے، پہلے تو ہم سب اس کی حمایت کرتے ہیں۔ دوسرا چونکہ میرا بھی تعلق ضلع پشین سے ہے۔ جناب سپیکر صاحب! جیسے آغا صاحب نے فرمایا کہ یقیناً کلی کربلا اور اس کے اردگرد جو گاؤں ہیں اِن سے منسلک، اس کی آبادی تقریباً ساٹھ، ستر ہزار کی ہے اور ایک گنجان شہر بن چکا ہے۔ اور یہ ابھی ایک شہر کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ جہاں ایک دیہات شہر کی شکل اختیار کرے اور

وہاں ہیلتھ کی کسی قسم کی facilities نہ ہوں، نادرا، ایجوکیشن کی نہ ہوں اور ہر کام کے لیے وہ پشین سٹی آئے اور وہاں حاضری دے، وہاں ہیلتھ، ایجوکیشن یا نادرا اور پاسپورٹ کے حوالے سے وہاں آئے۔ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً ابھی یہ آپ دیکھیں لوکل گورنمنٹ کا ایکٹ، اُس میں آپ دیکھ لیں جہاں جہاں بھی گنجان آبادیوں کی شکل اختیار کی وہاں ان کو تحصیل کا درجہ دیا جا رہا ہے، تو جناب اسپیکر صاحب! یقیناً کلی کربلا اب ایک شہر کا شکل اختیار کر چکا ہے اور جناب سپیکر! یقیناً یہ ایک دیرینہ مسئلہ ہے۔ایک بہت بڑا اپٹوار سرکل ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ بہت بڑی آبادی ہے اور یہاں پہ یقیناً یہ رائٹ بنتا ہے کہ کلی کربلا کو تحصیل کا درجہ دیا جائے۔ جو سید ظفر آغا صاحب نے قرار پیش کی اس کی میں حمایت کرتا ہوں اور میں ریکوئیسٹ کرتا ہوں منسٹر لوکل گورنمنٹ سے، سی ایم صاحب سے کہ یقیناً اس پر توجہ دیں اور اس کو ایک تحصیل کا درجہ دیا جائے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you جناب اصغر ترین صاحب۔ قرارداد نمبر 19 پیش ہوئی۔ آیا قرارداد نمبر 19 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 19 منظور ہوئی۔ صوبے میں امن وامان کی صورتحال کی بابت اراکین اسمبلی کی جانب سے بحیثیت مجموعی دو گھنٹے عام بحث۔ جو ارکان اسمبلی صوبے میں امن وامان کی صورتحال کے بابت بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں، وہ اپنا نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوائیں۔ حسبِ روایت میر یونس عزیز صاحب، قائد حزب اختلاف! آپ بحث کا آغاز کریں۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر صاحب! 23 تاریخ کو جب اسمبلی کا اجلاس تھا اس میں کچھ چیزیں ہم نے کہا تھا اور آپ کی مہربانی کہ آپ نے ہمیں ٹائم دے دیا کہ ہم جمعہ کے دن امن وامان پر بحث کر لیں گے۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو مَیں، جو مَیں نے 23 تاریخ کو اسلم شہید، محمد اسلم عمرانی صاحب کے شہادت کے بارے میں کہا تھا کہ وہ پولیس کی موجودگی میں، جس جگہ پر لڑائی ہوئی تھی اور وہاں پولیس بھی موجود تھی۔ اور سی ٹی ڈی کے لوگ بھی موجود تھے۔ اور اُنکی موجودگی میں گھروں کے اوپر جو مورچہ بند لوگ تھے اُنہوں نے ہمارے جمعیت علماء اسلام کے۔۔۔

جناب اسپیکر: یونس زہری صاحب! مَیں تھوڑی سی گزارش کروں گا پلیز آرڈر ان دِی ہاؤس میڈم! یہ مجموعی بحث ہو رہی ہے law and order situation پر۔ مَیں آپ سب کو یہ بتانا چاہتا ہوں، آئی جی پولیس صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ اور ساتھ ساتھ ہوم سیکرٹری بھی تشریف فرما ہیں۔ to the point جو جو پوائنٹ آپ کے ہیں وہ مختصراً طور پر اس پر رائے آنی چاہیے۔ تاکہ وہ پوائنٹ نوٹ کیے جائیں اور اس پر جو بھی عملدرآمد ممکن ہو سکے تاکہ اُس پر عمل ہو۔ پلیز۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر مَیں اُسی پر آرہا ہوں کہ ہمارے جمعیت علماء اسلام کے جو کارکن تھے اور

ہمارے وہاں candidate بھی رہے تھے اور 2024 میں وہاں سے الیکشن بھی لڑا تھا اور اچھے خاصے ووٹ بھی لیے تھے۔ اور اُنکو راستے سے ہٹانے کے لیے اور جو حربے استعمال کیے گئے، مجھے تو افسوس یہ ہے کہ پولیس کی موجودگی میں ان پر فائر کیا گیا اور اُن کو شہید کیا گیا۔ جبکہ وہاں پولیس اور سی ٹی ڈی کے لوگ موجود تھے۔ میری گزارش سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اس کی انکوائری ہونی چاہیے کہ پولیس کی موجودگی میں جب اُن پر حملہ ہوا فائرنگ کر کے انکو شہید کر دیا گیا دوسری بات جو میں نے اس دن کہی تھی کہ اس بارے میں ابھی تک، مَیں نے ایس پی صاحب سے بھی بات کی، مَیں نے ڈی آئی جی نصیر آباد سے بھی بات کی کہ جی اِس بارے میں آپ لوگ ہمیں کوئی update دے دیں۔ تو اُنہوں نے کہا کہ جی ابھی تک تو کوئی خاطر خواہ وہ پیش رفت نہیں ہوئی ہے لیکن ہم نے اپنا جال بچھایا ہے اور عنقریب ہم اُن تک پہنچیں گے اور کیا کریں گے کیا نہیں کریں گے۔ بہر حال وہ اُن کی باتیں ہیں۔ دوسری بات جو ہمیں بتائی گئی کہ جی، مَیں نے کہا کہ اُنکے گھروں پر ابھی تک وہ مورچے موجود ہیں۔ جہاں سے فائر ہوا اور ہمارے اسلم عمرانی صاحب کو شہید کیا گیا۔ وہاں مورچے اُنکے گھروں پر ابھی تک موجود ہیں اور وہ لوگ دن کو یا رات کو آ کے اُنہی مورچوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور اُس کے بعد اِن کے دوسرے بھائیوں کو دھمکیاں دے دیتے ہیں کہ اگر آپ لوگوں نے کوئی اور بات کی تو ہم آپ کو بھی قتل کر دیں گے۔ تو میں نے ایس پی صاحب سے اور ڈی آئی جی صاحب سے یہ کہا کہ کم از کم آپ اور کچھ نہیں کر سکتے جو مورچے وہاں موجود ہیں اُن کے گھروں کے اُوپر، اگر آپ کہیں گے تو اُن کی footages بھی میں آپ کو provide کروں گا کہ اُن کے گھروں پر وہ مورچے جن سے فائر کر کے اُنکو شہید کیا گیا، وہ مورچے ابھی تک اپنی اپنی جگہوں پر موجود ہیں۔ تو ایس پی صاحب اور ڈی آئی جی صاحب کا مؤقف یہ تھا کہ ہم ڈپٹی کمشنر صاحبہ سے، اُن سے ہم رپورٹ لے لیں گے کہ آیا ہم اِنکو گرائیں یا نہیں گرائیں، ہم وہاں تک جا سکتے ہیں یا نہیں جا سکتے۔ مجھے تو حیرانگی ہے کہ وہاں سے فائر بھی ہو جاتا ہے اور وہاں بندے کو شہید بھی کیا جاتا ہے۔ اور یہ نیا طریقہ ہے۔ جب پولیس کو کہیں جانا ہوتا ہے۔ اگر کہیں raid کرنا ہوتا ہے تو وہ نہ چادر اور چار دیواری کو دیکھتے ہیں، گھروں میں گھس کے لوگوں کو گھسیٹ کے نکالتے ہیں وہاں سے۔ اور اِن کیلئے مورچوں کو گرانے کیلئے کہتے ہیں کہ جی ہم تو ڈپٹی کمشنر سے رپورٹ لے لیں گے۔ تو ڈپٹی کمشنر سے رپورٹ کیلئے اُنہوں نے لکھا ہفتہ دس دن اِس میں۔ اور اُس کے بعد کہتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر کی رپورٹ وہ negative آ رہی ہے کہ آپ کسی کے مورچوں کو نہیں گرا سکتے۔ اُس زمین پر نہیں جا سکتے۔ ہمیں تو حیرانگی ہے کہ کہاں سے اِنکو feed کیا جا رہا ہے۔ اور ڈپٹی کمشنر کو کہاں سے مجبور کیا جا رہا ہے کہ آپ جی اُنکے گھروں سے وہ مورچے ختم نہیں کریں۔ پولیس اپنی ذمہ داری پوری کر لیں۔ میں تو اِن چیزوں پر حیران ہوں کہ آج تک اُن کے قتل گرفتار نہیں ہوئے اور وہ دندناتے پھر رہے ہیں۔ اور اُنہی مورچوں سے جہاں سے فائرنگ ہوئی اُن کے گھروں پر جس گھر سے فائرنگ ہوا ہے۔ وہ مورچہ آج بھی موجود ہے۔ ہمیں

بتایا جائے کہ جمعیت علماء اسلام کو اگر صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں تو کوئی ہمیں بتا دے۔ جمعیت علماء اسلام کے قائد پر چار خودکش حملے ہوگئے۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب پر حملے ہوگئے۔ ہمارے کئی کارکن شہید ہوگئے ہم اِن چیزوں سے مرغوب نہیں ہوں گے نہ ہم ڈرتے ہیں۔ کہ کوئی ہمیں اِس طرح چیزوں سے دور کیا جائے گا۔ اور جمعیت علماء اسلام کو ختم کریگا وہ اِن کی بھول ہے۔ جناب اسپیکر! ہمیں کچھ نہیں چاہیے۔ ہم نے آج تک، آپ نے دیکھا ہے کہ ہمیں یہ چار پانچ مہینے ہوئے ہیں ہم نے آج تک کسی غلط چیز پر بات نہیں کی ہم to the point بات کرتے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ اِن کے قاتلوں کو گرفتار کیئے جائیں۔ ہماری پولیس اور دوسرے فورسز سے وہ یہ ہے کہ اگر کسی کے گھر جاتے ہو تو کم سے کم، ابھی سی ٹی ڈی کا جو عملہ ہے وہ ہر جگہ گھروں میں گھس کر وہاں چادر اور چہار دیواری کی پامالی کرتے ہیں۔ مَیں یہی کہتا ہوں کہ ہمارے مسئلے ہیں کہ ہمیں ڈپٹی کمشنر سے اجازت لینی ہے کہ آیا وہ وہاں ہم جا سکتے ہیں کہ نہیں جا سکتے دوسرے گھروں میں تو آپ دندناتے جا رہے ہیں۔ میرے گھر پر بھی پولیس آ گئی تھی لیاقت آغا صاحب جو کہ ہمارے ایم پی اے تھے اُنکے گھر پر بھی پولیس آ گئی تھی ہم نے تو کچھ نہیں کیا۔ لیکن جہاں جانا چاہیے جس قاتل کو گرفتار کرنا چاہیے وہاں چادر اور چاردیواری کا مسئلہ آ جاتا ہے اور وہاں مورچے موجود ہیں۔ مَیں جناب اسپیکر صاحب! یہ کہنا چاہتا ہوں ہمارے سی ایم صاحب بھی تشریف فرما ہیں ہمارے دوسرے ذمہ داران بھی تشریف فرما ہیں اگر ہماری دادرسی نہیں ہوتی ہے تو جمعیت علماء اسلام اپنا راستہ بنا دے گی اور ہم احتجاج کا حق رکھتے ہیں۔ ہمیں اُس نہج پر نہ لے جائیں اس سے پہلے بھی ہمارے مولوی محمد صدیق کو شہید کیا گیا خضدار میں اُسکے بعد یہ دوسرا حملہ ہے جو کہ ہمارے اکابرین پر ہو رہا ہے۔ اِسکے بعد ہم خود بھی محفوظ نہیں ہیں، بہت ساری جگہوں پر، ابھی اُنکے بھائیوں کو بھی دھمکیاں مل رہی ہیں، دوسرے لوگوں کو بھی دھمکیاں آ رہی ہیں۔ اگر اس طرح کی کوئی چیز ہے۔ تو ہمیں بتایا جائے۔ ورنہ میری کوشش یہ ہے کہ ہم پُر امن ابھی تک رہے ہیں اور پُرامن طریقے سے اور قانونی طریقے سے اپنا حق مانگتے ہیں۔ ہمیں اُس چیز پر مجبور نہ کیا جائے کہ تا کہ ہم روڈوں پر نکلیں تا کہ ہم دوسرا راستہ اختیار کرلیں ہم نے بارہا سب کو بتا دیا ہے ابھی آپ کے توسط سے آج آپ نے یہ امن وامان پر اجلاس بُلایا ہے ہم آپ کے شکر گزار ہیں کہ آپ نے امن وامان پر اجلاس بُلایا۔ کم از کم ذمہ داران مجھے اِس پر بریف دے دیں۔ اور ہمیں بتا دیں کہ آیا ہم نے کیا کیا ہے۔ کیا نہیں کیا ہے۔ کیونکہ ڈپٹی کمشنر کون ہوتا ہے کہ وہ رپورٹ دے دیں کہ جی آپ وہاں تک جا سکتے ہیں آپ وہاں تک نہیں جا سکتے ہیں۔ میں نے نہیں سُنا ہے، یہ نیا کوئی اگر طریقہ شروع ہو گیا ہے کہ جی پولیس کہتی ہے کہ ہم تو وہاں نہیں جا سکتے ڈپٹی کمشنر کی رپورٹ آئی ہے کہ آپ وہاں نہیں جا سکتے۔ آیا ڈپٹی کمشنر کو مجبور کون کر رہا ہے؟ کہاں سے اُس کی مجبوریاں ہیں؟ تو ڈپٹی کمشنر بھی اپنی مجبوری بتا دے۔ ورنہ میں اُن مورچوں کا اور اُنہی جگہوں کا، اُنکے وہاں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کے footages بھی میں آپ کو provide کرسکتا ہوں۔ اور اُن کے بھائی

اور اُن کے رشتے دار بھی ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہماری جانوں کو مزید خطرہ ہے اِن لوگوں سے، اگر ان کو گرفتار نہیں کیا جاتا۔ تو اس سے ایک اور بڑا ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ قبائلی اور سیاسی مسئلے کو اور زیادہ تقویت ملے گی۔ تو مہربانی کر کے اِس پر ہمارے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم اُن سے آپ کے توسط سے گزارش کرتے ہیں کہ اِس مسئلے کو ذرا serious لیا جائے اور جمعیت علماء اسلام کو اِس طرح دیوار سے نہ لگایا جائے اور اس کی ایک تاریخ ہے اُس نے شہداؤں کو کاندھا دیا ہے اب بھی ہم میں سکت ہے کہ ہم مولانا فضل الرحمٰن کے سپاہی ہیں۔ ہم اپنی لاشوں کو اپنے شہدا کو کاندھا دے سکتے ہیں۔ اور جمعیت کو اگر کوئی ختم کرنا چاہتا ہے یہ اُنکی بھول ہے کہ ہم جمعیت کو ختم کر دیں گے۔ ہم اُن کے اکابرین کو شہید کر دیں گے۔ آپ کر لیں جتنے اکابرین شہید کر سکتے ہیں کر لیں۔ لیکن جمعیت کا نام یہاں سے نہیں مٹ سکتا ہے۔ تو گزارش میری یہی ہے اور serious اِس پر ایکشن لیا جائے ہم بالکل قانون کے دائرے میں رہ کر اپنا حق مانگ رہے ہیں۔ نہ ہم کوئی آج تک باہر نکلے ہیں، نہ کوئی ہم نے احتجاج کیا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ ہمارے لئے کیا کرتی ہے۔ اگر نہیں کرتی۔ اُس کے بعد ہمارا راستہ الگ ہے ہم اپنا احتجاج کرنے جائیں گے اور اُس پر بات کر لیں گے۔ تو یہی گزارش میری ہے کہ اِس پر ذرا آپ serious توجہ دے دیں۔ اور ہمیں بتایا جائے۔ اور اس پر باقاعدہ عملدرآمد کیا جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you. میر یونس عزیز زہری صاحب۔ جی میر زابد علی ریکی صاحب۔

میر زابد علی ریکی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! thank you جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے امن وامان کے حوالے سے بالکل بلوچستان کے ہر ڈسٹرکٹ میں ہر جگہ میں جناب اسپیکر صاحب! امن وامان کی صورتحال آپ کے سامنے واضح ہے اغوا برائے تاوان بندے شہید کرنا، یہ پورے بلوچستان میں آپ دیکھ رہے ہیں ہر ڈسٹرکٹ میں ہر جگہ یہ ہو رہا ہے اور خاص طور پر ہمارے میر محمد اسلم عمرانی صاحب کو بیدردی سے شہید کرنا یہ میں آپ سے کہتا ہوں آپ ہزاروں جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کو شہید کریں انشاء اللہ جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں کا حوصلہ پست نہیں ہوگا۔ آپ شہید کرتے جائیں مگر انشاء اللہ ہمارے سر نہیں جھکیں گے سیاست کا میدان ہو چاہے اسٹیٹ کے حوالے سے، جو ہمارے اقدام ہوں غیر قانونی جو بھی ہو ہمارے قائد مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے سربلندی کے لیے انشاء اللہ ہم جمعیت اِس شہادتوں میں شہید ہونے پر ہم قطعاً انشاء اللہ بزدل نہیں ہوں گے۔ بالکل ہمارا سینہ ہے ہمیں شہید کریں مگر ہمیں یہ بتا دیں کہ ہم شہید کیوں ہو رہے ہیں۔ یہ کس کا ہاتھ ہے کون یہ کر رہا ہے اِن کی وجہ کیا ہے جناب اسپیکر صاحب! اور محمد اسلم عمرانی صاحب کو جو شہید کیا گیا ہے یقین کریں ابھی تک وہی قاتل جناب اسپیکر صاحب! بازاروں میں گھوم پھر رہے ہیں پتہ نہیں کون اُس کی پشت پناہی کر رہا ہے گورنمنٹ اسٹیٹ اُن سے پوچھے ہمارے آئی جی صاحب بیٹھے ہیں۔ ہمارے محسن ہیں

بالکل پہلے بھی رہا ہے الحمداللہ۔ ابھی بھی اُس کو بلوچستان کے کھونے کھونے کا پتہ ہے کہ کون کیا کر رہا ہے اس حوالے سے نئے نہیں ہیں تو آپ دیکھ لیں چاہے وہاں ایس پی ہو چاہے ایس ایچ او ہو چاہے جو بھی ہو جناب اسپیکر صاحب! ہم اپنے قاتلوں کی گرفتاری چاہتے ہیں۔ اسی طرح خضدار میں شہید صدیق صاحب کو بھی خضدار چوک میں شہید کیا گیا ابھی تک پتہ نہیں قاتل کون ہے؟ اور ابھی تک اُس کے بیٹے اسی طرح گھروں میں ہیں، ہمارا اچھا کارکن تھا جناب اسپیکر صاحب! ہم کس کس شہادت اور کس کس بندے کا نام لے لیں جناب اسپیکر صاحب! تو اسی حوالے سے ہمارے خاران میں تقریباً دس، پندرہ دنوں سے مختیار مینگل کوئی زمیندار ہے اُس کو اغوا کیا ہوا ہے ابھی تک جناب اسپیکر صاحب! اغوا برائے تاوان ابھی تک پتہ نہیں چل رہا ہے کس نے اُس کو اغوا کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر چاہے خاران، واشک، پشین چاہے چمن ہو جو بھی جگہ ہو جائے جو بھی اغوا کار ہیں اُن کو پکڑیں۔ چاہے جو بندہ اُس کی پشت پناہی کر رہا ہے خدانہ خواستہ میں ہوتا بحثیت ایم پی اے مجھے گرفتار کریں سر! جو بھی اغوا کار ہوں جو بندوں کو شہید کر رہے ہیں جناب اسپیکر صاحب! اُس کو گرفتار کر کے کٹہرے میں لائیں اگر بلوچستان کے حالت اس طرح رہی تو بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے پہلے بھی آپ دیکھ لیں کہ بلوچستان کی حالت کیا ہے اور آج بھی دیکھ لیں کہ کیا حالت ہے وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بیٹھے ہیں kindly اِس کے بارے میں ہم اپوزیشن آپ کے ساتھ ہیں، امن وامان کے حوالے سے جو کارکردگی ہوگی وزیر اعلیٰ صاحب انشاء اللہ اچھی کارکردگی ہوگی ہم اپوزیشن چیمبر میں واللہ آپ کی تعریف اِدھر بیٹھ کر آپکی تعریف کریں گے جو خراب ہے جو بلوچستان کی صورتحال خراب ہو رہی ہے اِس میں پہلے آپ کو پھر بعد میں اپوزیشن کو الزام لگیں گے اسمبلی میں یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ امن وامان خراب ہو رہا ہے اغوا برائے تاوان ہو رہی ہے اور آخر یہ کیا وجہ ہے؟ یہ کون ہیں؟ یہ جو کام کر رہے ہیں۔ تو اسی حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! ہمارے آئی جی صاحب بیٹھے ہیں بہت مخلص بندے ہیں میں اُس کو خدانخواستہ اُن سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ اُن کے جو نیچے اسٹاف ہے۔ ایس پی، ڈی آئی جی، ایس ایچ او سر! جو بھی گند ہے اُس کو نکال لیں آئی جی صاحب۔ جو بھی بندہ پشت و پناہی کر رہا ہے کسی کو معاف نہیں کریں۔ ہاں اگر جو ایم این ہے ایم پی ایز جو منسٹر نے سفارش کی بالکل سر! ہماری طرف سے اُس کو دوٹوک جواب دیدیں ابھی سر! مختیار مینگل جو اغوا ہوا تھا خاران سے، دس، پندرہ دنوں سے یقین کریں دو دن پہلے بیسمہ میں چھاپہ لگا ہے سر! اچھا کیا ہے چھاپہ لگایا ہے چاہے پولیس نے کیا ہے چاہے لیویز نے کیا ہے بیسمہ ڈسٹرکٹ واشک میں آ رہا ہے بالکل سر! جو ملزم ہے، چاہے وہ جمعیت کے ہیں چاہے وہ جس پارٹی سے ہیں جو اغواء کار ہیں ہم اُن کی پشت پناہی نہیں کریں گے۔ ہاں جو بندہ بیگناہ ہے سر! اِس میں ملوث نہیں ہے اُن کو تو چھوڑ دیں سر ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے ہیں ہم کہتے ہیں خدانخواستہ بلوچستان میں اِس طرح کے حالت ہو جائیں جناب اسپیکر صاحب! سی ایم صاحب یہ حالت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیگا۔ کل یہ عام، خاص طور پر اِس طرح کے حالت ہوں گے

کل ہمیں بھی اغوا کریں گے ہمیں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ہمیں بھی شہید کریں گے ہمارے بندوں کو اِس طرح شہید کر رہے ہیں تو کل اُن لوگوں کو بھی شہید کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک اور پوائنٹ آپ کے ذہین میں لا رہا ہوں اسی امن وامان کے حوالے سے، ماشکیل میں جناب اسپیکر صاحب! امن وامان بہت خراب ہے سر! دو دفعہ آئی جی پولیس صاحب کے پاس گیا۔ آئی جی صاحب بیٹھے ہیں ایک دفعہ اپوزیشن لیڈر کے ساتھ چار، پانچ ایم پی ایز کے ساتھ گیا کہ ایک اے ایس آئی کو ماشکیل وہاں ٹرانسفر کریں۔ وہ پہلے وہاں چار پانچ مہینہ رہا ہے، اغواء برائے تاوان، چوری وغیرہ سب کو اُس نے کنٹرول کیا تھا۔ تو آئی جی صاحب نے بالکل اچھا کیا اُس نے وہاں رخشاں ڈی آئی جی سے کہا۔ اچھا ڈی آئی جی نے اسی بندے کی جو کارکردگی دیکھ کر اُسی بندے کو ایک پھول تھا دو پھول تھے اُسکو ریورس لایا ہے کہ آپ نے کیوں سفارش کی ہوئی ہے؟ یہ، بھائی میں نے ایک اے ایس آئی کی سفارش کی۔ اور ماشکیل میں بھتہ کے لیے نہیں کی جناب اسپیکر صاحب! آئی جی صاحب بیٹھے ہیں۔ میں نے خاص آئی جی سے کہا ہے کہ آئی جی صاحب! یہ بندہ ماشکیل جائیگا ایران بارڈر ہے چاہے جو اغوا کار ہیں، چاہے دہشتگرد ہیں، چاہے منشیات فروش ہیں، وہ وہاں رہا ہے۔ یہ اُس علاقے کے عوام اِسکو چاہتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا ہوں۔ ماشکیل کے ایک لاکھ بندے اُس کو چاہتے ہیں کہ وہ آجائیں یہاں امن وامان بحال کریں۔ ڈی آئی جی صاحب نے اُس کو ریورس کرلیا۔ بابا ٹھیک ہے مبارک ہو آپ کو واشک، ماشکیل میں جو کرنا ہے جا کر کے کرلیں۔ پھر میں گیا سر! آئی جی پولیس کے ساتھ کہ خدارا! جو میں نے سفارش کی ہے مجھے واپس ملے۔ جو مجھے صلہ ملا ہے وہ مجھے واپس دے دیں۔ اِس بیچارے سے ایک، دو پھول آپ کے جو ڈی آئی جی نے لیا ہے اِسکو دوبارہ بحال کریں مجھے بس ہے آئندہ میں سفارش کے لیے نہیں آؤں گا۔ یہ حالت ہے وزیر اعلیٰ صاحب! اب ہم کیا کریں آپ بتا دیں، صحیح بندے کا سفارش کرتے ہیں یہ حالت ہے۔ اچھا جو بندہ ملوث ہوتا ہے اُسکو ہم لوگ چھوٹ دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! خدارا! بلوچستان ہم سب کا ہے چاہے پیپلز پارٹی ہے، چاہے مسلم لیگ (ن) ہے، چاہے جمعیت ہے، چاہے جو پارٹیز ہیں اِس بلوچستان کے امن وامان کے لیے ہم سب کا فرض بنتا ہے، وزیر اعلیٰ بلوچستان کا ساتھ دے دیں آئی جی پولیس کا ساتھ دے دیں ہم انشاءاللہ کھڑے ہیں اُسکو ساتھ اور داد دینے کے لیے۔ ہماری بات سنی جائے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں۔ ہم نے، ہمیں عوام نے ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے جناب اسپیکر صاحب! عوام نے یہ نہیں کہا ہے کہ جا کر آپ وہاں بیٹھے اور چُپ ہو جائیں۔ بس حاضری لگا دیں اپنا وہ جو پتہ نہیں ٹی اے۔ ڈی اے ہیں جو آپ دیتے ہیں چار ہزار ہے پانچ ہزار ہمیں نہیں چاہیے اس طرح ہم نہیں آتے ہیں، ہمیں وہ ٹی اے، ڈی اے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِس بلوچستان کے اوپر رحم کیا جائے اِس عوام کے اوپر رحم کیا جائے جو بندے شہید ہو رہے ہیں جو بندے ذلیل ہو رہے ہیں خدارا! اُس کے ساتھ وزیر اعلیٰ صاحب میں اِس بنچ پر بیٹھ کر آپکی جو کارکردگی ہے واللہ مَیں آپ کی تعریف کروں گا۔ بالکل

میں آپ کی تعریف کروں گا جو آپ کام کریں گے اچھے۔ یہ ہمارے اپوزیشن کے جتنے بھی بندے ہیں آپ کی تعریف کرنے کے لیے تیار ہیں۔ مگر خدارا! یہ امن وامان کو بحال کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ کا بہت بہت مشکور وممنون ہوں آئی جی صاحب بھی بیٹھے ہیں ہمارے سارے colleagues بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو سب کو بلوچستان کے امن وامان کے لیے، ہم سب ایک پلیٹ فارم پر ہو جائیں، اِس پاکستان بلوچستان کی سرزمین کے لیے۔ ہم سب نے قربانیاں دی ہیں۔ ہم اِس کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس بلوچستان کے امن وامان کو بحال کرے۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: meaningful and constructive debate. جناب صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی وبرقیات): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! بلوچستان میں امن وامان کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے۔ بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں وہ حقائق کے برعکس ہیں۔ ہم مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اسلم عمرانی میرا عزیز ہے اُس کا قتل صرف جمعیت کو نہیں بلکہ پورے نصیر آباد کے تمام قبائل کو دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ اِس قسم کے واقعات نہیں ہونے چاہیے۔ ظاہر ہے کہ میں امن وامان کی بحالی کے سلسلے میں آئی جی بلوچستان کو، کیونکہ ہماری حکومت کا ایک حصہ ہے اور صوبہ سندھ سے تعلق ہے اور ہمارے نصیر آباد، جعفر آباد کے ملحقہ ڈسٹرکٹ سے تعلق ہے، وہ ہمارے رسم ورواج، ثقافت اور ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اُن کی پوری کوشش ہے کہ بلوچستان کے اندر امن امان کی صورتحال بہتر ہو۔ بعض واقعات ہوتے ہیں۔ اب خاص کر کچھی کے اندر ڈھاڈر سے لیکر نوتال، بختیار آباد تک یہ پولیس ایریا نہیں ہے لیویز ایریا ہے۔ یہاں بسوں کو لُوٹا جاتا ہے۔ ہماری حکومت کی اور وزیراعلیٰ صاحب کی ذاتی کوشش ہے کہ اِن علاقوں میں ہر حالت میں امن وامان کی ضرورت ہے اس کو بحال رکھا جائے۔ جہاں تک اسلم عمرانی کے قاتلوں کی گرفتاری کا تعلق ہے ہمارا پولیس اور وزیراعلیٰ صاحب سے بھی رابطہ ہے پوری کوشش ہے کہ قاتل، جو بھی اِس واقعہ میں ملوث ہیں اُن کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور اِس سلسلے میں پولیس کی اپنی جو ذمہ داری ہے، اُسکو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اور صرف اپوزیشن کا اور حکومتی بنچوں پر ہم بیٹھے ہیں ہم سب کا یہ مشترکہ مسائل اور issues ہیں کہ صوبے کے اندر بنیادی طور پر امن وامان کی صورتحال کو ہر حالات میں بحال رکھا جائے۔ کیونکہ بعض قوتیں بلوچستان کے اندر امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اُس میں ناں صرف غیر ملکی اداروں کی ایجنسیوں کی، بھارت کی، اسرائیل کی، ملوث ہیں۔ کبھی بلوچستان کے اندر پہیہ جام ہڑتال کرایا جا رہا ہے۔ کبھی لانگ مارچ کیے جا رہے ہیں۔ بلوچستان ہم سب کا صوبہ ہے۔ ہمیں اس صوبے سے محبت ہے۔ اس سرزمین سے محبت ہماری پارٹی کی قیادت پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کی بنیادی چیز اب جو چیئرمین بلاول بھٹو صاحب آئے یہاں کوئٹہ میں تو پہلی فرصت میں

سب سے پہلے کسی سے ملاقات نہیں ہوئی انہوں نے امن امان کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے یہاں کی، آئی جی پولیس کی اور چیف منسٹر صاحب کی امن وامان کی بحالی کیلئے law enforcement agencies پوری کوشش کی اور خصوصی ہدایت بھی دی۔ میں نصیر آباد کے حوالے سے کچھ چیزیں تجاویز ضرور دوں گا کہ ہمارے ایریا میں 10 تھانے ہیں۔ان تھانوں میں پولیس کی تعداد کی کمی ہے شدید کمی ہے دس دس، پندرہ پندرہ سپاہی ہیں دو گارڈ ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ایک تھانے پہ ڈیوٹی دیتا ہے ایک منشی ہے ایک ڈرائیور ہے۔تو پہلی میری آئی جی صاحب سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ وہاں پہ پولیس کی تعداد میں اضافہ کیا جائے ہر تھانے میں کم سے کم 50 سے 60 افراد پولیس تعینات ہونی چاہیے اگر پولیس کی کمی ہے تو فوری طور پر ان کو وہاں پہ پولیس نئے فورس، پولیس بھرتی کیے جائیں، پہلی۔ دوسری یہ ہے کہ سر 10 د 1515 سال سے تھانوں میں گاڑیاں نہیں ہیں۔گاڑی باہر کھڑی ہوئی ہیں۔15 سال یہ جو ایک دہشتگر دوں کے، پیچھے قاتلوں کے پیچھے، یہ ڈاکوؤں کے پیچھے گاڑیاں چل چل کے تباہ ہوگئی ہیں۔ میری آئی جی صاحب بیٹھے ہیں ان کو بھی تجویز ہے کہ مہربانی کرکے پورے بلوچستان میں اور خاص کر میں اپنے علاقے کی نمائندگی کرتا ہوں تو وہاں پر ہر تھانے میں جعفر آباد ہے اوستہ محمد ہے، صحبت پور ہے۔کیونکہ ہم دہشتگردی کے زون میں ہیں وہاں پہ امن وامان بات کرنے کے لیے فورسنگ ایجنسیوں کو، اداروں کو اور ایس ایچ او کو ڈی ایس پی کو نئے ایک ایک دو گاڑیاں ضرور ملنے چاہیے۔اس سلسلے میں آئی جی صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی تھی کہ انہوں نے اتفاق کیا تھا کہ ہم نے ایک دو ماہ کے اندر اندر پرچیز کر رہے ہیں نئی گاڑیاں اور ضرور تھانوں میں نئی گاڑیاں دیں گے۔اور اس کے ساتھ ساتھ جو دو چیزیں تھیں ایک تو میں نے تجویز دی ہے کہ پولیس کی تعداد بڑھائی جائے، گشت ہونی چاہیے۔ اب 15 آدمی بھی ایک تھانے میں ہوں گے تو گشت نہیں ہوگا۔کوئی بیمار ہے کوئی چھٹی پر ہے کوئی چیزیں، پولیس کی تعداد میں جتنا ممکن ہو کہ بلوچستان میں آنے والے دنوں میں اور امن وامان کو خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اب جیسے گوادر کا issue ہے۔بھئی آؤ چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں کھلے دل سے جب بھی دل کرے کھل کے بیٹھو بھائی یہ ایشو ہے آئیں بیٹھیں بات کریں اور یہاں پہ ہماری مخلوط حکومت کی پوری کوشش ہے کہ امن ومان بحال ہو۔اور جو علاقائی ایشوز ہیں آئیں بیٹھ کے ہم اس پہ ڈیبیٹ کر کے اس کا ایک حل نکال جاتے ہیں ہم چاہتے ہیں پیپلز پارٹی چاہتی ہے اور وزیر اعلی صاحب چاہتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر امن و امان ہو، ترقی ہو خوشحالی ہو۔جب امن ہوگی تو ترقی اور خوشحالی ہوگی۔اس کے لیے حکومت ہر ممکن کوشش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔کچھ جو میں نے تجاویز دیے ہیں چیف منسٹر صاحب بھی ایوان میں موجود ہیں۔آئی جی صاحب سے بھی اور ہوم سیکرٹری صاحب بھی کہ پولیس کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور کچھی اور بولان کے اندر آئے دن جو یہ لوٹ مار ہے اس کے خلاف مکمل اُس علاقے میں دیکھیں اج کل اس جدید دور میں کوئی کسی ڈی سی سے ایس ایچ او سے ایس پی سے چھپی ہوئی

بات نہیں ہے کہ اس ایریا میں کون ان ڈاکوؤں کی سرپرستی کر رہا ہے کون سے گروپ کس قبائل سے تعلق ہے، مکمل آپریشن ہونی چاہیے ان کے خلاف کاروائی ہونا چاہیے بلاتفریق کوئی بھی ہو۔ جب تک اپوزیشن اور حکومتی بینچ مل کر کھلے دل سے آئیں بیٹھیں بات کریں۔ اور ہمیں بتانا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ ہم ووٹ لے کے آئے ہیں 20،20 ہزار 16،16 ہزار اب اس میں 50 سو آدمی ایسے ہیں کہ ہمیں ہر حقائق بتا سکتے ہیں کہ یہاں پہ کون چور ہے کون ڈاکو ہیں کون سرپرستی کرتا ہے جب تک، پولیس کوئی آسمانی فرشتہ تو نہیں ہے اُس کو علم ہو جائے گا جب تک ہم ان کی راہنمائی نہیں کریں گے ہم ان کو نہیں بتائیں گے تو ظاہر ہے کہ یہ صورتحال ہوگی اس میں ہماری بھی اور اپوزیشن کی بھی ذمہ داری بنتی ہیں کہ ہم بہتر تجاویز لائیں۔ اور ہم ان کے ساتھ ہیں، آئی جی پولس کے ساتھ جائیں گے۔ اور اب وزیر داخلہ نہیں ہیں، اُنکو کہیں گے تاکہ اس کو ترجیحات کی بنیاد پر عمل کی صورتحال کو بحال کیا جائے اور کچھ جو وسائل کی کمی ہے اس وسائل کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ دینی چاہیے شکریہ جناب۔

جناب اسپیکر: thank you صادق عمرانی صاحب۔ سید ظفر آغا صاحب! to the point.

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر۔ ٹائم نہیں لوں گا۔ جناب اسپیکر آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اچھا ہوتا کہ ڈی جی لیویز بھی بیٹھا ہوتا۔ اُس سے یہ ہوتے کہ ہمارے جو بی ایریے ہیں اُس کو بھی ہم ٹیبل تو کر لیتے ہیں لیکن بحرحال وہ ہے نہیں۔ جناب اسپیکر پشین میں ایک بہت بڑا مسئلہ منشیات کا ہے۔ اور جب سے، پشین کو میں نے اس تین، چار مہینے میں سنا اور دیکھا آپ یقین کریں وہاں پر منشیات بیچنا اور اُگانا، اُس کی بھرمار ہیں۔ امن امان کے حوالے سے تو مَیں بات کروں تو پشین کے حالات تقریباً باقی ضلعوں سے یہ پرامن ضلع تھا۔ اب دن بدن یہ خراب ہوتا جا رہا ہے۔ اُس کی main وجہ یہ ہے کہ ہمارے جوان پولیس کے ابھی بھی سی ٹی ڈی پر ایک دھماکہ ہوا۔ تین چار پانچ دن پہلے اُس جوان زخمی بھی ہوئے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس منشیات کے پیچھے جن کا ہاتھ ہے اُن کے اوپر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا جا رہا ہے اُن کے پیچھے کون ہیں اور اگر ہیں تو ہمیں بتایا جائے۔ پشین کوئٹہ سے تقریباً پینتالیس، پچاس کلومیٹر دور ہیں جو ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے کوئٹہ۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہاں پر دور دراز علاقوں سے پہاڑوں سے ایک جڑی بوٹی لوگ کہتے ہیں مگر وہ جڑی بوٹی نہیں ہے، اُسکا نام "اُومان" ہے۔ یہ اُومان کے نام سے لایا جاتا ہے۔ اور اسی روڈ سے کراچی وغیرہ پر سے لے جایا جاتا ہے۔ اُس کی اگر میڈیکل رپورٹ منگوائیں تو وہ بھی ایک منشیات کا ایک حصہ ہے تو لہذا جناب سے گزارش ہے کہ ڈی جی لیویز اگر ہوتے تو بہت بڑا اچھا تھا۔ بہرحال یہ میسج سن لیں گے کہ پشین کے امن وامان اس وقت بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ تو وہاں پر آئے روز گاڑیاں چوری ہوتی ہیں۔ اور مَیں یہ حقیقت بتا رہا ہوں فلور آف دی ہاؤس بتا رہا ہوں۔ کہ لیویز کی وردی پہن کے روڈ پر ایک بجے، دو بجے وہاں کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں لوگوں سے گاڑیاں چھینتے ہیں اور یہ مَیں نے خود دو تین دفعہ

میرے ووٹرز آئے اور مَیں نے وہاں کے متعلقہ لوگوں کو بتایا۔ آپ جناب سے گزارش ہے کہ پشین کا امن و امان روبروز خراب ہوتا جارہا ہے سی ایم صاحب! آپ سے دل سے ریکوئیسٹ ہے کہ آپ پشین سے، مجھے پتہ ہے کہ آپ پشین کے عوام سے اُسی طرح ہی پیار کرتے ہیں جیسے کہ ڈیرہ بگٹی سے تو مَیں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس منشیاب کے ناسور کو جلد سے جلد ختم کی جائے اور جو یہاں کا بڑا مسئلہ آپ لیویز چیک پوسٹ پر جو اُسکی گاڑیاں دیکھیں گے جناب اسپیکر! ہمیں تو ہنسی آتی ہے کبھی کبھی ہم منگوا لیتے ہیں ہم دس کلومیٹر آگے چلے جاتے ہیں تو وہ بیچارے آ ہی نہیں سکتے جب پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ گاڑیوں کی یہ صورتحال ہے۔ تو جناب! گاڑیوں کی بندوبست کی جائے کیونکہ ہر چیز ایک آلات سے ہوتی ہے ایک equipments سے ہوتی ہے جو چیز اُنکو ملے گی تو وہ اُسی پر یہ لوگ چلیں گے۔ آپ جناب سے گزارش ہے کہ منشیات کو کم سے کم یہ most priority پر رکھیں کہ پشین کے عوام سکھ کا سانس لے سکیں اور ہماری young generation جو اس چیز میں مبتلا ہو رہی ہے اس سے بچا جا سکے۔

جناب اسپیکر: thank you جناب ظفر آغا صاحب۔ جی علی مدد جتک صاحب۔

میر علی مدد جتک (وزیر زراعت وکوآپریٹوز): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جس طرح کہ آج امن و امان پر ہمارے دوستوں نے اور اپوزیشن کے دوستوں نے بات کی اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بلوچستان میں امن وامان کا بہت بڑا مسئلہ ہے مگر اگر ہم ماضی میں جائیں تو 2008ء سے 2013ء کے دور کو اگر آپ دیکھیں گے کہ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں اور خصوصاً ہمارے حلقے سریاب میں اکثر اسکولوں سے قومی ترانہ بند کیا گیا ہے مگر الحمدللہ یہ موجودہ حکومت وزیر اعلیٰ بلوچستان اور آئی جی بلوچستان کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ آج کوئٹہ اپنی جگہ پر مگر بلوچستان کے پہاڑی اور دیہاتی علاقوں میں الحمدللہ اسکول کھلے ہوئے ہیں اور بچے پڑھتے ہیں ہاں اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ جب بھی بلوچستان کو ترقی کے راستے پر کوئی بھی حکومت عوام دوست حکومت کوشش کرتی ہے کہ بلوچستان کو ترقی دے لیکن بدقسمتی سے احتجاج شروع ہو جاتے ہیں ایسی ایسی جگہوں پر احتجاج کیا جاتا ہے یا جلسے کیئے جا رہے ہیں جہاں آبادی کم ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ملک دشمنوں کی ایک بہت بڑی سازش ہے کہ بلوچستان کے لوگوں کو ترقی سے روکو۔ بلوچستان کے لوگوں کیلئے امن وامان زیادہ خراب کرو، جناب اسپیکر! آپ 2008ء سے ہمارے ساتھ تھے آپ کو یاد ہوگا مَیں اپنے حلقہ سریاب کی بات کرتا ہوں۔ کہ مغرب کے بعد تمام دکانیں بند ہوا کرتی تھیں آج مَیں رات کو ایک بجے بھی جاتا ہوں الحمدللہ سریاب کی اکثریت دکانیں کھلی ہیں اسکی وجہ کیا ہے کہ الحمدللہ فرق ضرور ہے۔ اس کو ہمیں appreciate کرنا چاہئے دوسری جناب اسپیکر! چاہے اپوزیشن ہو چاہے اقتدار پر بیٹھے ہوئے دوست ہوں ہم مختلف علاقوں سے جیت کر آئے ہیں پورا بلوچستان سے لوگ جو 64 اراکین ہیں مختلف ہمارے علاقے ہیں اگر میرے علاقے میں کوئی چوری ہوتی ہے یا کسی اور ممبر کے علاقے میں کوئی چوری ڈکیتی قتل

تو اُسکو پتہ ہے کہ کون وہاں قتل کرواتا ہے یا کون چوری کرواتا ہے اس طرح معلوم ہے ہم بیٹھ کر کے آئی جی پولیس کے ساتھ ہم ایمانداری سے نشاندہی کریں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ انشاءاللہ وتعالیٰ جلد سے جلد حل ہوگا۔ جناب! پچھلے ایک سال کا آپ سریاب میں پانچ سے چھ تھانوں کا اگر ریکارڈ اُٹھا کر کے دیکھیں چوری قتل اغوا برائے تاوان جو اس ایک سال پہلے کے اور ابھی کا دیکھ لیں تو مَیں سمجھتا ہوں کہ پانچ پرسنٹ نہیں ہے پہلے 80% ہوا کرتا تھا موجودہ حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے مگر ہمیں چار پانچ مہینے ہوتے ہیں ہم مل کر اس بلوچستان کو ترقی دینے کے لئے اپنا اپنا کردار ادا نہیں کریں گے تو یہ معاملات چلتے رہیں گے کبھی بختیار آباد اور کبھی سوراب کی طرف لوگوں کو چھینا جاتا ہے کبھی آپ دیکھتے تھے کہ سابقہ ادوار میں مستونگ سے کراچی تک بسوں کو کانوائے لیکر کے جاتے تھے مگر اُس طرح حالات نہیں ہیں مگر سو پرسنٹ ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے جب ہم ٹھیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب ہم امن لانے کی کوشش کرتے ہیں جب ہم ترقی دینے کی کوشش کرتے ہیں جب بیروزگاروں کو روزگار دینے کی کوشش کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب! ہمارے سی ایم نے کہا کہ بات چیت کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہیں کیا ضرورت ہے کہ آج گوادر میں جلسہ کیا جارہا ہے کیا گوادر کی بلوچستان سے آبادی زیادہ ہے؟ کسی اور جگہ پر رکھتے یہ بہت بڑی سازش ہے اللہ پاک ہمیں اور آپ کو اور اس ملک کو خصوصاً بلوچستان کو اس سازش سے نکال دے اور ہم ترقی کی جانب جارہے ہیں ہم انشاءاللہ اس ملک کو ترقی دیں گے ان نوجوانوں کو ترقی دیں گے ان نوجوانوں کی جو احساسِ محرومی ہے اُسکو ہم ختم کریں گے۔ تو آخر میں جناب اسپیکر! اس امن وامان کے ساتھ ساتھ مَیں آپ کے گوش گزار کروں پچھلے ایک ہفتے سے ہمارے حلقہ سریاب میں بجلی نہ ہونے کے برابر ہے۔ رات کو بارہ بجے آجاتی ہے دو گھنٹے لوگ سوئے ہوتے ہیں نہ ایک قطرہ پانی ملتا ہے۔ یہاں نہری نظام ہے نہیں کہ لوگوں کو پانی میسر ہو۔ بورنگ یہاں لگے ہوئے ہیں بالکل دو سے تین گھنٹے سے زیادہ بجلی ہے ہی نہیں۔ پانی کا بڑا مسئلہ ہے ڈھائی سے تین ہزار روپے سریاب میں ٹینکر مافیا غریبوں سے لے رہے ہیں تو آپ بتادیں کہ جس کی تنخواہ بارہ تیرہ ہزار ہو ڈھائی تین ہزار میں اگر وہ دو ٹینکر منگوائیں تو کیا ہوگا۔ سردی میں تو گیس سریاب نہیں ہوتی لیکن اب گرمیوں میں بھی گیس نہ ہونے کے برابر ہے آپ دیکھ لیں جب بل آجاتے ہیں چالیس سے پچاس ہزار روپے بجلی کا ساٹھ سے ستر ہزار روپے وہ غریب جو بیچارہ دیہاڑی کرتا ہے وہ غریب جس کی پندرہ سے بیس ہزار روپے تنخواہ ہے بغیر پوچھے بغیر چیک کیے میٹر اُنکے گھروں پر بل بھیجتے ہیں تو جناب اسپیکر! میں آپ سے ریکوئیسٹ کرتا ہوں کہ آپ چیف کیسکو کو بلالیں۔ پچھلی دفعہ آپ نے بلایا تھا اُسے تو مَیں موجود نہیں تھا یہ میری کوتاہی ہے مگر اُسکو بلا کر کے اُسکو کہیں کہ بھئی ہم بل بھی دے رہے ہیں سو پرسنٹ بل دے رہے ہیں جس جس کے میٹر لگے ہوئے ہیں مگر اسکے باوجود بجلی نہیں ہے اگر ہوگا تو وہ ڈِم ہے۔ اگر بجلی نہیں ہوگی تو پانی بھی نہیں ہوگا ابھی گرمیوں کا موسم ہے تمام علاقوں کے لوگ پریشان ہیں ہم مہمان نواز لوگ ہیں تو پانی، گیس اور بجلی کے یہ

مسائل ہیں تو یہ میری گزارشات تھیں۔شکریہ جناب اسپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب اسپیکر: thank you جناب علی مدد جتک صاحب آپ کے پوائنٹس noted ہیں اور convey ہوں گے accordingly۔جی جناب رحمت صالح صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب آج انتہائی اہم مسئلہ ہے اور چاہئے بھی یہی کہ یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے ہم سب کا مسئلہ ہے کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ پورے صوبے کے عوام کا مسئلہ ہے۔ جناب اسپیکر! بدامنی ایک لعنت ہے اور مَیں کہتا ہوں کہ ہمیں بدامنی سے نفرت ہے جو کہ انسانیت، انسانی اقدار کی پامالی، جو ماحول بدامنی کا شکار ہوتا ہے معاشرہ وہاں قومیں تباہ ہوتی ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ ایک ذمہ دار ہاؤس ہے اور یہ ایک ذمہ دار فلور پر ہمیں باقاعدہ deeply اِس پر نظر ڈالنی چاہئے کہ آج بلوچستان جس کرب اور جس آگ میں جل رہا ہے یہاں ہم صرف ایک ادارے کو قصوروار نہیں ٹھہرائیں بلکہ ہم تھوڑا background پر جاکر کے دیکھ لیں۔ اور international اور nataional صورتحال کو دیکھ لیں internationally بلوچستان کو جس proxy war کا نشانہ بنایا گیا ہے اِس بات کو ہمیں ذہن نشین کرنی چاہئے کہ یہاں جو proxy groups پالے گئے ہیں مختلف ناموں سے چاہے مذہب کے نام پر ہوں چاہے قوموں کے نام پر ہوں چاہے مختلف ڈکیتی، ٹارگٹ کلنگ، یہ ساری چیزیں ہیں اِن سے ہم سب کو مل کر اِس پورے proxy war کا مقابلہ کرنا چاہئے۔اور مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت ہو یا اپوزیشن ہو، سیاستدان ہو یا بزنس مین ہو، مزدور ہو یا دوکاندار ہو، سارے ایک سکون کی زندگی چاہتے ہیں ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مجھے ایک پُرامن ماحول ملے۔لیکن ہم یہاں بھی اِن چیزوں کو کبھی نہ بھولیں جو بلوچستان پر جس انداز میں وار کیا گیا جو ہماری فورسز کے جوان شہید ہوئے specially میں اُن چیزوں کو repeat کرتا ہوں جو پولیس ٹریننگ سینٹر پر حملہ ہوا۔ وہاں جو NTS پاس جوان بھرتی ہوئے تھے پولیس میں 100 سے زیادہ جوان بیک وقت شہید ہوئے۔ یہ ایک بہت بڑا دھچکا تھا، صوبے کی کمر توڑ دی گئی، یہ وہ کریم تھے جن نوجوانوں کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تھا اُس کے بعد مختلف ادوار میں آپ دیکھیں sectarian killing, target killing، 8 اگست 2017ء کا واقعہ، کہ جو ہماری پوری کریم وکلاء برادری کو شہید کیا گیا۔ان ساری چیزوں کو دیکھ کر ہم صوبے کے اجتماعی مفاد کی بات کریں، دیکھیں ہم مذمت کرتے ہیں جہاں سستی، کوتاہی اور کمزوری ہوئی ہے جو ہماری سیاسی جماعتوں کے ذمہ داروں کو شہید کرنا بلکہ مَیں اسپیکر صاحب! آپ کو بتاؤں میرے پاس میری صرف پارٹی کے 95 بندوں سے زیادہ کی لسٹ ہے جو کہ شہید ہوئے ہیں۔اُن کا کوئی ذاتی جھگڑا کسی سے نہیں تھا صرف سیاسی اختلاف رائے کہ مَیں عدم تشدد کا پیروکار ہوں اور مَیں عدم تشدد کا داعی ہوں، اِس بات پر ایک اختلاف رائے پر یہ proxy group آپ سمجھیں، دہشتگرد آپ سمجھیں اُس نے یہ فیصلہ کیا کہ جی آپ واجب القتل

ہیں۔ کیونکہ مَیں قلم اور امن کا داعی ہوں مجھے بندوق اور تشدد سے نفرت ہے تو آج صوبے میں نفرت کا جو ماحول بنایا گیا ہے ہمیں یہ یک آواز ہو کر کہنا ہے کہ ہمیں تشدد سے نفرت ہے ہمیں دہشتگردی سے نفرت ہے چاہے جس نام پر کی جا رہی ہے۔ جناب اسپیکر! مَیں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت کو اور specially قائد ایوان بیٹھے ہوئے ہیں 2013ء میں جب وہ وزیر داخلہ تھے اُن کو ماشاءاللہ ایک اچھا خاصہ experience ہے، جس کرب کی صورتحال میں، جو یہ تمام no-go areas بنے ہوئے تھے آپ سریاب سے move کرتے تھے مستونگ towards کراچی، خضدار ضرور نہ ضرور دن میں تین چار اغوا ہوتے تھے عام لوگوں کے کاروباری طبقے کے۔ آپ سریاب سے سفر کرتے تھے towards سبی نصیر آباد جعفر آباد وہ بھی یہاں تک ڈرائیور تک کوئی نہیں چھوڑتا تھا ایک جنگل کا قانون تھا، بادشاہت تھی تین حکومتیں قائم تھیں۔ دیکھیں ہمیں اِس سرزمین اور اِس کے رہنے والوں کے ساتھ ایماندار ہونا پڑے گا۔ آج سر! ہم کیوں رو رہے ہیں اِدھر، دیکھیں یہ چیزیں جب کوئی طریقے سے شروع کی جاتی ہیں چاہیے منشیات کے اڈے ہوں کوئی بھی منشیات فروش وہ خالی ہاتھ نہیں ہے اُس کا کوئی back ہے، کوئی بھی مسلح جتھہ پولیس لیویز وہاں تک پہنچتی نہیں ہے پہلے آئی جی صاحب سے لے کر متعلقہ DPO, DIG کو فون جاتا ہے، دیکھیں اِس طرح ہم امن قائم نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے لوگوں کے ساتھ ایمانداری نہیں ہے، اگر کسی قاتل کی جس طرح قائد حزب اختلاف نے کہا کہ یہاں تک پشت پناہی ہو جن کے مورچے ابھی تک موجود ہوں تو اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے پیچھے کوئی قوت ہے۔ مَیں گزارش کرتا ہوں قائد ایوان سے کہ آپ کے پاس ایک experience ہے 2013 میں جب start کیا اِسی پولیس نے، پولیس کے moral جو حکومت نے بلند کیا، اِسی پولیس نے criminal elements کو بالکل buildoze کر دیا۔ ایک مثال میرا ڈسٹرکٹ ہے اور یہ جو proxy war تھی آج بھی جاری ہے 2006 میں جو یہ شروع ہوئی تھی گیارہ اضلاع سر! بلوچستان کے تو بالکل جل کر رہ گئے، خضدار، آواران، پنجگور، خاران، مستونگ، قلات، تربت، گوادر یہ تمام areas کو آپ دیکھتے تھے کوئی نہیں چاہتا تھا کہ مَیں اُن areas میں آؤں۔ لیکن جو ایک مضبوط commitment آئی اور ایک بالکل اُس سیاسی گورنمنٹ نے own کیا آج مَیں اُمید کر رہا ہوں کہ یہ حکومت جس طرح سی ایم صاحب کے اعلانات ہیں اور ہمارے آئی جی صاحب بھی موجود ہیں اُس کی ایک visionary policy ہے اُس کے تمام regions میں جتنے ہمارے DIGs اور متعلقہ آفیسران بیٹھے ہیں اُن سب کو onboard ہونا چاہیے۔ آج بھی مَیں کہتا ہوں کہ ہم سیاسی لوگ اپنی مداخلت کو کم کریں۔ سب سے پہلے ہم یہ فیصلہ کریں دوسری بات یہ ہے کہ کل اگر فورسز پولیس اور لیویز یا law & order بحال کرنے والے ادارے ہوں کہیں پر movement کریں بیانات ہمارے جاری ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ نہ متعلقہ آفیسران onboard ہیں نہ عام عوام onboard ہیں نہ سیاسی قیادت۔

مَیں آخر میں کچھ تجاویز رکھتا ہوں کہ سر! ایک اور مصیبت ہے دیکھیں کل ہم بھی چلائیں گے جی تمام بے نمبر گاڑیاں بغیر رجسٹر رہیں پرسوں بھی پنجگور میں بازار کے درمیان میں ایک ٹارگٹ کلنگ ہوئی موٹر سائیکل پر۔ سر! کچھ چیزوں کو ہم temporary basis پر لے جائیں اور crush program کے تحت لے جائیں۔ اُن چیزوں میں بہت سارا اثر پڑے گا۔ for example sir! یہ 2014ء سے 2018ء تک مَیں بحیثیت علاقے کے نمائندے کے بلکہ ایک میٹنگ میں میر صاحب قائد ایوان میرے ساتھ تھے، ہم پنجگور گئے سر! آل پارٹیز کو بٹھایا، تاجران کمیٹی کو بٹھایا، تمام ٹرانسپورٹ یونین کو بٹھایا، یہ تمام onboard ہو کر جہاں پولیس کارروائی کرتی تھی پھر کوئی نہیں چلاتا تھا۔ اور پھر ایک فیصلہ یہ ہم نے کیا تھا کہ جی بلکہ پورے صوبے بلکہ ہم نے اپنے ضلع میں آج بھی اگر یہ آرڈر پاس ہو جائے کہ ایک ڈیڑھ ماہ کے اندر تمام اضلاع میں، ٹھیک غریب صوبہ ہے روڈ نہیں ہے کیمونیکیشن سسٹم نہیں ہے، ہر کوئی شوروم سے کاغذات والی گاڑی نہیں لے سکتا دیہاتوں میں لیکن وہ ضروری ہے اپنے متعلقہ پولیس اسٹیشن میں لیویز اسٹیشن میں جا کر temporary نمبر حاصل کرے اور temporary نمبر پلیٹ لے لے۔ 45 دن بعد اگر کسی گاڑی یا موٹر سائیکل پر یہ نمبر پلیٹ نہیں اُس کو پکڑیں اُس کو نہیں چھوڑیں، ایک۔ ایک جدید دور ہے ٹیکنالوجی کا دور ہے اِس ٹیکنالوجی کے دور میں میرے علاقے میں، مَیں آپ کو بتاؤں ابھی حالانکہ یہ واقعات گزشتہ دو سال سے ہو رہے ہیں، میرے گرلز ڈگری کالج کے پرنسپل کے گھر پر رات کو دو بجے گئے پورے گھر کا صفایا کیا۔ geofencing کروائی، نمبر آگئے، کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ یحیٰی بلوچ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل ہیں جو پنجگور سے تعلق رکھتے ہیں ریٹائر جج ہیں شاید اُن کے گھر پر اُن کے بوڑھے والدین کو باندھ کر پورے گھر کا صفایا کیا گیا۔ اب جمعیت کے ضلعی جنرل سیکرٹری حاجی عبدالعزیز صاحب جو وہ گھر مولوی حضرات مولانا رحمت اللہ صاحب جو ایک انسان دوست ہیں، اُنہوں نے پُر امن ماحول کی ایک بنیاد رکھی پنجگور میں، آج بھی ہمارا قبائلی علاقہ نہیں ہے۔ لیکن آج بھی ہماری ایک امن کمیٹی ہے جہاں قتل یا اغوا ہوتے ہیں وہ ہم تعاون کرتے ہیں وہ امن کمیٹی کے through وہ سہرا جاتا ہے مولانا رحمت اللہ صاحب کے گھر کا پچھلے ماہ صفایا کیا گیا geofencing بھی کی گئی۔ اسی طرح ہمارے بلوچستان کے ایڈیشنل ڈائریکٹر ایم ایس ڈی ہیں ڈاکٹر اسماعیل میروانی، اُنکے گھر پر گئے فُل صفائی کی گئی۔ وہاں بھی geofencing میں سارے نام آگئے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایسی چیزیں جب آتی ہیں اُن پر فوری طور پر سر! action ہونا چاہیے متعلقہ SHO جا کے پکڑتا ہے رات کو اُٹھاتا ہے دوسری رات کو برابر کر کے معاملہ پھر چھوڑ دیتا ہے۔ اب ٹیکنالوجی کے اس دور میں criminal جو گروپس ہیں اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جناب قائد ایوان صاحب واقعی آپ لوگوں کی میٹنگز ہوتی ہیں۔ ہر وقت کوئی مسئلہ ہوتا ہے اپنے علاقے کے DPO سے رابطہ کرتا ہوں کہتے ہیں جی آئی جی صاحب سے video link پر میٹنگز ہیں۔ سر! یہ

ٹھیک ہے لیکن جو DIG جس ڈویژن میں بیٹھا ہوا ہے وہ مہینے میں ایک ہفتہ ہر ڈسٹرکٹ میں بیٹھے اور مانیٹرنگ کریں اور ڈویژن لیول پر جو آپ کا مانیٹرنگ سیل ہے اُس کو ڈسٹرکٹ لیول پر بھی فعال کریں daily basis پر ہر ضلع کی criminal report آنی چاہیے اور جس area میں آج بھی ہمارے پاس وافر مقدار میں لیویز کی چیک پوسٹ ہیں، چیک پوسٹ، چیک پوسٹ، لیکن جو انچارج ہے اُس کے پاس ہے وہ SHOs کے اختیار نہیں ہے اور بہت ساری جگہوں پر لیویز پولیس even ایف سی کی ضرورت ہو، متعلقہ ڈپٹی کمشنر ان کی مشترکہ کاروائی کرائے۔ آج لیویز کی بندوقوں کو لے جاتے ہیں اُس کی وجہ یہ ہے کہ لیویز والا صرف سونے کے لیے گیا ہے چیک پوسٹ پر۔ اُس کا بہتر علاج یہی ہے کہ اُس لیویز والے کو conveyance دیں وہ اپنے area اُس کا area تعین کر کے دے دیں، وہ گشت کریں۔ متعلقہ پولیس area میں جہاں daily basis پر criminal report آتی ہے جہاں ہوتی ہے وہاں محکمہ کارروائی کریں۔ کسی کو خاطر میں نہیں لائیں اور بالکل ایک alert جاری کریں کہ جو منشیات کے اڈے ہیں۔ آج میں آئی جی صاحب کو گوش گزار کروں قائدا یوان کو، پنجگور میں کس طرح منشیات سر! بیچی جا رہی ہے۔ اڈوں پر پولیس نے کام شروع کیا ہے۔ اکثر وہ جو کچھ لوگ ہیں وہ جو کچرا چکتے ہیں وہ جو کباڑی کے جو لوہے وغیرہ، وہ نوجوانوں کو دیتے ہیں، villages میں، شہروں میں اچھا وہ جو دیتا ہے اب پیسے کی جگہ پر اُس کو پھوڑی دیتا ہے ہیرہن کا، آئس کا، یا کرسٹل کا، اُس کے جیب میں پیسہ نہیں ہوتا ہے ایسے لوگوں کی سرکوبی کی جائے تو میرے خیال میں اِن چیزوں پر کافی حد تک قابو پایا جائیگا۔ اور جہاں تک ہماری جمعیت کے رہنماؤں کی شہادت ہے خضدار ہو یا نصیر آباد ہو، اِن پر سر! فوری کارروائی ہو اور تمام علاقوں میں جو قتل غارت گری ہو رہی ہے اُس سے ایک اثر پڑا ہے لوگ مایوس ہو گئے۔ قطعی طور پر ہم پولیس کو target نہیں کرتے ہیں کیونکہ پولیس کی حوصلہ افزائی پولیس کے جوانوں کا moral ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بلند کریں بلکہ میں ہر چیک پوسٹ پر گزرتا ہوں میں رُکتا ہوں میں اُن کو سلوٹ مارتا ہوں اُس کا لیول نہیں دیکھتا ہوں، صرف میں یہ چیز دیکھتا ہوں کہ اُس نے میری حفاظت کے لیے لوگوں کی حفاظت کے لیے بندوق اُٹھائی ہے اور اُس شیر بچے کی مجھے ضرور حوصلہ افزائی کرنی ہے۔ ہم سب کو یک آواز ہو کر اپنی پولیس کی حوصلہ افزائی فورسز کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

جناب اسپیکر: thank you. thank you رحمت صالح صاحب۔ جی فیصل جمالی صاحب۔ جمالی صاحب! بالکل brief to the point

سردارزادہ فیصل خان جمالی (وزیر صحت): thank you اسپیکر صاحب! پہلے تو سر! میں اپنے معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہماری قرارداد پر ہماری حمایت کی اور اُس کو withdraw کیا۔ بیٹھ کے انشاء اللہ بہتر طریقے سے اِس کو پورا contract بھی دیکھیں گے سب کچھ دیکھیں گے۔ آپ لوگوں کا شکریہ۔ دوسری بات سر!

جو main میرا آج کا جو topic ہے وہ ہے اریگیشن ۔ ہمارے پاس دو canals ہیں ایک پٹ فیڈر، ایک کھیرتھر۔ پٹ فیڈر وہ گڈو سے نکلتی ہے اور کھیرتھر سکھر بیراج سے نکلتی ہے۔ 20th June کو سکھر بیراج کے گیٹ ٹوٹے جس پر 47،44 اور میرا خیال میں 36 ہے جو کہ demage ہوا۔ 47 اُنہوں نے کل لگایا ہے۔ 44 ابھی بھی bend ہے۔ اور sort of اُس temporary اُسکا اُنہوں نے کیا ہے۔ 20 جون اور آج ہے 26 جولائی، ایک ماہ 6 دن ہو گئے ہیں جی۔ یہ ہمارا خریف کی crop ہوتی ہے جس پر ہماری پنیری لگی ہوئی تھی۔ جس پر ہم لوگ 30 جون کو میں پہلی دفعہ بیراج پر گیا اُس کے بعد 9th جولائی کو میں دوسری دفعہ گیا 20th جولائی کو میں تیسری دفعہ گیا۔ crisis ہمارا بجائے بہتر ہونے کے بڑھتا چلا گیا۔ مَیں شکر یہ ادا کرتا ہوں زرداری صاحب کا سی ایم صاحب کا ہم اِسلام آباد گئے وہاں اُنہوں نے سندھ اریگیشن منسٹر کو بھی بلایا، اُن کی مہربانی وہ بیراج پر بھی ہمارے پاس رہے۔ issue کیا ہے سر! issue یہ ہے کہ سندھ کہتا ہے کہ ہمیں پنجاب پانی دے جو کہ چشمہ سے دے رہا ہے حالانکہ اُس کو گڈو پر دینا چاہیے۔ گڈو پر ہمارے پاس پانی ہوگا تو ہم سکھر کو دیں گے ۔ سکھر کو دیں گے تو تب آپ کے کینالز چلیں گے۔ short ہمارا جو allocated water ہے سر! وہ ہے۔

جناب اسپیکر: سر! آپ law and order پر بول رہے ہیں یا پانی کے مسئلہ پر؟

وزیر صحت: مَیں اپنا اریگیشن پر سر! میں نے آپ کو پہلے ہی بتایا کہ اریگیشن ۔۔۔(مداخلت) سر! میں نے اریگیشن کی کیونکہ میرا اِس وقت علاقہ تباہ ہے۔

جناب اسپیکر: سر! یہ law and order کا time ہے۔

وزیر صحت: نہیں میرا پورا علاقہ تباہ ہے آپ کے بلوچستان میں صرف دو کینالز ہیں اُس میں سے ایک آپ کی completely تباہ ہے۔ اِس پر میں آپ سب سے یہ request کرونگا۔

جناب اسپیکر: جمالی صاحب! تھوڑی سی request ہے آپ سے کہ یہ دو گھنٹے مختص کئے تھے ہم نے law and order پر بحث کرنے کے لیے۔

وزیر صحت: سر! میں بس دو منٹ میں اِس کو complete کروں گا۔ please۔

جناب اسپیکر: do it please

وزیر صحت: مقصد یہ ہے کہ وہ بجائے بہتر ہونے کے سر! وہ ابھی تک maintain بھی نہیں ہو رہا۔ law and order پر بھی situation آتی ہے لیکن میں اب صرف اِسی پر focus رہوں گا۔ ہمارا one third جو بھی shortfall کا تھا وہ 5050 ابھی چل رہا ہے جبکہ 8600 ہمارا وہ NWC پر ہے۔ آپ اِس فلور کے توسط سے

میرے لوگ سر! اُن کے پاس اِس وقت میت کے لیے پانی نہیں ہے اُن کی پنیریاں تباہ ہوگئی ہیں پاسکو میں ہمارے ساتھ جو ہوا وہ تباہی ہوگئی اُس کے بعد فوڈ ہمیں ایک بوری نہیں ملی۔ پاسکو ہمیں ایک بوری نہیں ملی۔ اُس کے بعد سونے پر سہاگہ یہ ہمارے پاس میرے لوگ سر! میرا علاقہ تباہ ہوگیا۔ مَیں یہ request کروں گا ایوان سے کہ ہمیں اِس کو قحط زدہ قرار دیں، قحط زدہ in a sense کہ جو bank loans ہیں وہ میرے علاقے کے معاف کیے جائیں سر۔ اِس کے ساتھ ابھی ہمارے پاس تقریباً 20, 25 دن ہے اگر پانی بہتر ہوتا ہے تو میں سی ایم صاحب سے بھی request کروں گا منسٹر ایگریکلچر سے بھی request کروں گا کہ ہمیں بیج صرف میرے علاقے کے کیونکہ اُن کی پنیریاں تباہ ہوگئی ہیں وہ دیں اور last سر! آپ سے request ہے منسٹر اریگیشن سے request ہے کہ سر! please as soon as possible ارسا، منسٹر اریگیشن، پنجاب منسٹر اریگیشن، سندھ، ہمیں سر! اِس پر بیٹھنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور اِس کی وجہ سے وجہ سے law and order خراب ہو چکا ہے سر۔ دن میں 12 بجے چھین رہے ہیں۔ میرے سامنے پرسوں میں آ رہا تھا میرے سامنے چھینا جا رہا تھا۔ ہم ایک دوسرے پر guns تان لیں۔ اُس بچے کی قسمت اچھی تھی کہ ہم اُوپر آ گئے، وہ بچ گیا بیچارہ۔ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ وہ اِسی وجہ سے ہو رہا ہے کیونکہ معیشت نہیں ہے۔ آپ کا ربیع بھی نہ ہو آپ کا خریف بھی نہ ہو ایک آپ کی main کینال وہ ہے ایک آپ کی کیرتھر ہے its a very serious concerns sir. جہاں نہری سسٹم میں آپ کے پاس میت کا پانی نہ ہو یہ کوئی مذاق کی بات نہیں ہے۔ میرے لوگ مجھ سے لڑ رہے ہیں اُن کا حق ہے سر! ہم میں سے کوئی کھڑا نہیں ہو رہا اُن کے لیے کیوں نہیں ہو رہا؟ کیا کرنا ہے ہم نے ہم اُن سے اپنا پانی مانگ رہے ہیں کیا ہے اِس میں؟ کوئی ناحق تو نہیں ہے۔ اِسی وجہ سے law and order اِتنا خراب ہوگیا ہے کہ 12 بجے بھی دن کو چھین رہے ہیں۔ باقی چیزیں ہم بعد میں discuss کریں گے۔ میری سی ایم صاحب اور منسٹر اریگیشن سے دوبارہ request ہے اِن تمام اراکین سے میری یہ request ہے کہ سر! مہربانی کریں کہ یہ لوگ اگر کل نہیں ہوگا پانی پر یہ خون بھی کریں گے سر! یہ چھینیں گے بھی۔ کیوں کہ law and order اِدھر ہی آ کے ختم ہوتا ہے۔ تو مہربانی کریں کہ یہ ایک انسان کے پاس جہاں نہری سسٹم ہو وہاں اُس کے پاس میت کا پانی نہ ہو۔ it's a very serious concern please اس پر ہمیں آپ منسٹر اریگیشن اور ارسا جو اِس وقت چیئرمین ہے وہ بلوچستان سے ہے اِس پر as soon as possible جناب! میٹنگ کال کریں۔ thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: thank you جمالی صاحب۔ معزز اراکین سے درخواست ہے کہ law and order تک اپنے آپ کو محدود رکھنا ہے۔ صرف اور صرف law and order پر بات کرنی ہے۔ جی دستگیر بادینی صاحب!

میر غلام دستگیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! law and order پر میرے دوستوں نے detail کے

ساتھ بات کی، مَیں کوشش کروں گا کہ اس پر زیادہ نہیں مختصراً بات کروں گا۔ جناب اسپیکر صاحب! جس ملک میں جہاں قانون امیر اور غریب کے لیے برابر ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں بزنس، وہاں کاروبار، وہاں دن کا سفر ہو یا رات کا سفر ہو، لوگ کم از کم اُس بے چینی میں نہیں رہتے ہیں۔ جب امیر اور غریب کے لیے ایک قانون ہو تب آپ کے ڈسٹرکٹس آپ کا province آپ کا ملک آگے بڑھتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے کہ میرے دوستوں نے بات کیا ہمارا جو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے اور خاص کر ہمارا آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ بھی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! انتہائی افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کے بازار آپ کے cities یا آپ کے ڈسٹرکٹ سے گاڑیاں چوری ہو جاتی ہیں ہمارا کروڑوں روپیہ، اربوں روپیہ آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں ہمارا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید یہ کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ یہ کیمرے برائے نام ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! نوشکی شہر انتہائی اتنا بڑا شہر بھی نہیں ہے اور آپ یقین کریں کہ گاڑیاں دن دیہاڑے یا کوئٹہ سٹی ہو یا جناب اسپیکر صاحب! آپ کو ڈسٹرکٹ چمن ہو۔ آپ یقین کریں CCTV کا کوئی نظام نہیں ہے۔ اگر موٹر سائیکل یا گاڑی کوئی لے جائے CCTV کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ تو اس جدید دور میں جیسے گوروں انگریزوں کا دور تھا اگر ایک چوری ہوتی تھی علاقے کا notable ہوتا تھا علاقے کا ذمہ دار ہوتا تھا یا گاؤں کا میر ہوتا تھا معتبر ہوتا تھا خان ہوتا تھا۔ آپ یقین کریں جناب اسپیکر صاحب! وہ چور کو سائیکل پر اُس کے پیچھے جا کے اُس کے ہاتھ میں رسی باندھ کے لاتے تھے، گوروں کے وقت یہ نظام تھا کہ چور فوراً پکڑا جاتا تھا۔ جدید دور میں اس ٹیکنالوجی کے دور میں ہمارے پاس CCTV system ہے لیکن وہ میرا خیال میں ہر ڈسٹرکٹ میں on نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسے حاجی زاہد ریکی صاحب نے بات کی جب تک آپ منتخب نمائندوں کو on board نہیں رکھیں گے ڈسٹرکٹس میں law and order situation ٹھیک نہیں ہوگی۔ آفیسرز ہمارے لیے قابل احترام ہیں جو بھی آفیسر جس ڈسٹرکٹ میں بیٹھا ہوتا ہے جب تک جیسے حاجی زاہد صاحب نے کہا کہ اگر ہم سفارش کرتے ہیں تو اُسی آفیسر کو ایک rank پیچھے پھینکا جاتا ہے۔ یا جس کی سفارش کی جاتی ہے اُس کے جو ہیں دو سال کٹ جاتے ہیں کہ جی آپ نے سفارش کی۔ جب کوئی عوامی نمائندے جناب اسپیکر صاحب جیسے میرے دوستوں نے کہا کہ یہ اٹھارہ اٹھارہ یا بیس ہزار یا پچیس ہزار ووٹ جیسے میر عمرانی صاحب نے کہا کہ یہ ووٹ لے کے، میں تو سمجھتا ہوں کہ جب بیس پچیس ہزار ووٹ لینے والا ہوگا اُس کو اپنے ڈسٹرکٹ کی تمام معلومات ہیں۔ وہ یہ بہتر جانتا ہے کہ منشیات کہاں بیچی جارہی ہیں وہ یہ جانتا ہے کہ چور کس ایریا میں ہے تو میری request یہ ہے کہ سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ جب تک آپ elected members کو on board نہیں لیں گے آپ کے مسائل بڑھتے جائیں گے کم نہیں ہونگے۔ ایک چھوٹی سی مثال جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کو دوں گا جیسے میں نے ٹیکنالوجی پر بات کی۔ ٹرمپ کے کان میں گولی لگی۔ ٹرمپ کو

پتہ نہیں ہے کہ یہ خون کہاں سے بہہ رہا ہے۔ پٹی تک بھی نہیں لگی تھی کہ on spot بندے کو جس نے حملہ کیا تھا on spot وہ اُسکو مارا گیا۔ ہم اِس ٹیکنالوجی سے کیوں فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! نوشکی ڈھائی لاکھ ہماری پاپولیشن ہے ہمارا ایک تھانہ ہے۔ جام صاحب 2021ء میں نوشکی آئے تھے، احمد وال اور صدر تھانے کی میں نے اُنکو request کی تھی، صدر تھانہ ہے ہمارا۔ اُس کی زمین بھی اُن کو دی جاچکی ہے۔ اُس میں باقائدہ طور پر اُن کو زمین بھی ہم نے الاٹ کروائی ہے۔ لیکن بلڈنگ ہمارے پاس نہیں ہے۔ اور صدر تھانہ temporary bases پر ایک گاؤں کے آس پاس ہے شاید temporary base میں کہوں گا آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں چند افراد پر ہے یا ایک گاڑی پر تو میری request یہ ہے کہ صدر تھانہ ڈھائی لاکھ کی پاپولیشن ہے نوشکی کی تو کم از کم صدر تھانے کے لیے یا احمد وال تھانہ next phase میں آنا ہے تو اُس کے لیے جو کانسٹیبلز وغیرہ ہیں اُن کی posts دیے جائیں اُن کو vehicles دیے جائیں یا جو بلڈنگ ہے میں نے میر شعیب جان نوشیروانی صاحب سے request کی تھی کہ ساڑھے سات کروڑ روپے کا اُن کا demand ہے کہ ہمیں صدر تھانے کے لیے بلڈنگ نہیں ہے دی جائے۔ جب تک آپ اپنی فورس کو vehicles یا weapon یا اُسمیں آپ کانسٹیبلز کی strength آپ نہیں بڑھائیں گے میں سمجھتا ہوں کہ امن وامان کی جو situation ہے اُس کو آپ control نہیں کرسکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے دوستوں نے جیسے بات کی رحمت صالح صاحب نے تو میری request یہ ہے آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں جب non custom paid گاڑیاں ابھی جناب اسپیکر صاحب جو بارڈر کے ساتھ belong کرتا ہے بارڈر کے ساتھ رہتا ہے تو وہ جب non custom گاڑی use نہیں کریں تو پھر کیا کریں۔ وہ غریب بندہ جو دیہاتوں میں رہتا ہے وہ پچاس لاکھ کی گاڑی affoard نہیں کرسکتا اُس کی دیہات بارڈر کے ساتھ ہے افغان بارڈر کے ساتھ ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ کیوں نہ ہم سوات طرز کا کوئی سسٹم بلوچستان میں لائیں جیسے کے سوات، KP میں اگر non custom گاڑیاں ہیں آپ یقین کریں وہاں باقائدہ طور پر پولیس اسٹیشن میں اُن کو نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں temporary bases پر، نمبر کا فائدہ جناب اسپیکر صاحب! کیسے ہے اگر کوئی گاڑی چلاتا ہے اُس کی CNIC copy اور باقائدہ طور پر اُس کے فوٹوز اور اُس کی جو bio data ہے، وہ تھانے میں جمع ہے۔ اگر گاڑی نمبر ہے اُس کو ایک allotted گاڑی نمبر دیا جاتا ہے جو ڈسٹرکٹ میں اپنا چلا رہا ہے اور کم از کم اُس کا ریکارڈ موجود ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ non custom گاڑی یا موٹر سائیکل جو بھی ہو، کم از کم بلوچستان میں یہ طریقہ ہم KP اور سوات کا طریقہ ہم لاسکتے ہیں اور یہ گاڑیاں تھانوں کے اندر اُن کی temporary رجسٹریشن ہوگی کم از کم اگر خدانخواستہ کسی واردات میں یا غلط جگہ پر گاڑی استعمال ہو یا موٹر سائیکل استعمال ہو میں سمجھتا ہوں کہ اُس بندے تک جلدی

پہنچا جاسکتا ہے۔اور جناب اسپیکر صاحب! پیٹرولنگ کا جو نظام ہے سی ایم صاحب شاید سن رہے ہوں، پیٹرولنگ کا نظام آپ کے ٹوٹل بلوچستان میں شاید چند ایک ضلع میں ہو میں سمجھتا ہوں کہ پیٹرولنگ کا نظام اتنا کمزور ہے یا تو گاڑیاں خراب ہیں یا تو گاڑیاں کم ہیں۔کم از کم آپ اپنے law and order کو بہتر بنانے کے لیے ہر ضلع میں آپ گاڑیاں دیں، چاہے پولیس ہو، لیویز ہو آپ کم از کم جو پیٹرولنگ کا نظام ہے جو سسٹم ہے جیسے حاجی علی مدد صاحب نے کہا کہ پہلے حالات کچھ اور تھے ابھی کچھ اور ہیں ہم یہی چاہتے ہیں کہ مزید اُس میں بہتری لائیں۔تو جناب اسپیکر صاحب! منشیات کے حوالے سے میرے دوستوں نے بات کی آپ یقین کریں آئی جی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں جو باتیں discuss ہوئی ہیں اُنکو repeat کرنے کے ضرورت نہیں ہے۔ conclude کریں پلیز۔

میر غلام دستگیر بادینی: نہیں سر! میں suggestion دوں گا آپ کو، میں اپنے ڈسٹرکٹ کی suggestion دوں گا کہ ہر ڈسٹرکٹ سے ہمارے 34,35 ڈسٹرکٹس ہیں باقاعدہ طور پر یہ monthly جیسے ایک ماہ میں monthly bases پر رپورٹ لی جائے کہ drugs کے جو بڑے بڑے جیسے ظفر آغا صاحب نے کہا کہ اتنے بڑے سوداگر ہیں خدا کی قسم اسپیکر صاحب وہ drugs والے اتنے بڑے پہنچے ہوئے ہیں اُن پر میں اور آپ ہاتھ نہیں ڈال سکتے ہیں۔میری گزارش یہ ہے کہ monthly bases پر اُن پر سختی کی جائے۔آپ یقین کریں کہ یہ وائرس ہمارے کالجز تک پہنچ چکا ہے۔تو جب تک آپ drug dealers کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نہیں نمٹا جائے یہ وائرس ختم نہیں ہوگا۔ thank you اسپیکر صاحب بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you دستگیر بادینی صاحب۔منسٹر فوڈ حاجی نور محمد دمڑ صاحب۔

حاجی نور محمد دمڑ (وزیر خوراک): شکریہ جناب اسپیکر۔آج جس موضوع پر ہمارے ساتھیوں نے بات کی ہے اور آپ لوگوں نے باقاعدہ ایک دو گھنٹے اس کے لیے مختص کیے۔یقیناً ایک اہم موضوع ہے بلوچستان میں ضرورت ہے اس بات کی کہ اس پر ہم بیٹھ جائیں اور سر جوڑ کے اسکے لیے تھوڑی سی ہم debate کریں اور سوچیں۔واقعی بلوچستان کے حالات ٹھیک نہیں ہیں ہمارے دوستوں نے ایک شاید ایک قرارداد تھی یا ایسی ایک مذمت تھی بیان لایا وہ جس عالم کو مارا اُس کی مذمت کرتے ہیں۔اور ساتھ ساتھ جناب اسپیکر! کچھ دن پہلے ہمارے ہرنائی میں دہشتگردوں کے ہاتھوں ہماری کچھ گاڑیوں کو جلایا گیا اور ڈرائیوروں کو شدید زخمی کیا ابھی بھی سیریس حالت میں ہسپتال میں پڑے ہیں۔میں اپنے سی ایم صاحب سے میری گزارش ہے کہ جن لوگوں کی گاڑیوں کو جلایا گیا ہے اُن کو معاوضہ دیا جائے اور ساتھ ساتھ جو زخمی ہیں اُن کو حکومتی خرچے پر کراچی منتقل کیا جائے، اور اُن کا علاج معالجہ کرایا جائے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی ہو جائے اور غریب

لوگ ہیں وہ اپنے علاج معالجے کی طاقت بھی نہیں رکھتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ سی ایم صاحب میری بات کا نوٹس لیتے ہوئے اپنی speech میں ہرنائی کے اس واقعے کی مذمت کرتے ہوئے ہرنائی کے گاڑی مالکان کو اور زخمیوں کے علاج معالجہ کا اعلان کریں۔ مجھے امید ہے کہ میری جو میں نے جو باتیں کیں آپ کے نوٹس میں آئی ہونگی ،سی ایم صاحب کے نوٹس میں آئی ہوئی ہیں کیونکہ آپ لوگوں کی توجہ کسی اور طرف چلی گئی۔اچھا چلیں مہربانی سی ایم صاحب! آج کا موضوع یقیناً بلوچستان کے امن وامان کی جو حالت پہلے تھی یا اب ہے میں as a بلوچستان کے ایک باشندہ کی حیثیت سے میں بہت بڑا فرق محسوس کر رہا ہوں۔یقیناً بلوچستان کے امن وامان کا ایک issue تھا آج سے کچھ سال پہلے بلوچستان کی امن وامان دانستہ طور پر خراب کر رہے تھے اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے ہمارے لوگوں کا کوئی کبھی کبھار ہماری سیاسی پارٹیاں اس بات کو تھوڑا سا شک میں ڈالتی ہیں کہ یہ کون ہیں اور کون لوگ کر رہے ہیں یہ بلوچستان کا امن وامان کون خراب کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! میرے خیال میں اس میں شک وشبہات ہونی نہیں چاہئیں۔کیونکہ ہمارے جو پڑوس ممالک ہیں چاہے افغانستان ہو یا ہماری انڈیا جو دشمن ملک ہے اُس کی ایک سازش ہے کہ بلوچستان کے حالات کو خراب کریں اور اتنے خراب کریں کہ اُن کے لیے بھی یہاں کوئی گنجائش بن جائے اُن کی واضح مثال اُن کے ایک سرونگ میجر کو یہاں گرفتار کیا گیا جو کہ بلوچستان کی دہشتگردی میں ملوث تھا۔اُس کے بعد میرے خیال میں شک وشبہات نہیں کرنی چاہئیں۔بلوچستان کے حالات کو جس طرح خراب کیا گیا تھا جس نہج پر پہنچایا گیا تھا یقیناً بہت خراب تھے آئے دن واقعات ہوتے رہے، ٹارگٹ کلنگ ہوتی رہی دھماکے ہوتے رہے۔ ہمارے کوئٹہ شہر جو کہ capital ہے یہ محفوظ نہیں تھا۔ میں شکر ادا کرتا ہوں اللہ کا اپنی فورسز کی قربانیوں پر مجھے فخر بھی ہے اور ان کی قربانیوں کی بدولت یقیناً بلوچستان کی حالت ابھی تھوڑا بہت امن امان کے لحاظ سے بہتر ہو رہی ہے ظاہر سی بات ہے بہتر ہونے میں ہماری فورسز کی قربانیاں ہیں وہ چاہے ہماری آرمی کی ہے چاہے ہماری ایف سی کے اور چاہے ہماری پولیس اور لیویز کے ہے ہر کسی نے اپنی اپنی جگہ پر اپنی جانوں کی قربانی دے کے بلوچستان کے حالات پر کسی حد تک کنٹرول کرلیا۔لیکن پھر بھی ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ابھی جو بچے کھچے کچھ دشمن جو رہ رہے ہیں ابھی بھی اور کہیں نہ کہیں اُن کی وارداتیں ہو رہی ہیں اور کہیں نہ کہیں یہ سافٹ کارنرز کی تلاش میں جہاں اُس کے پیچھے بھی ہماری فورسز لگے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی یہ ہے کہ اُن کو کبھی جب سافٹ کارنر مل جاتا ہے وہ اپنی سازشوں سے باز نہیں آتے اور اپنی سرگرمیاں اسی طرح انہوں نے جاری رکھی ہوئی ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ کوئی بچ نہیں جائے گا۔ ہماری فورسز سے اور ہمارے law and order کی جو ایجنسیز لگی ہوئی ہیں انشاءاللہ وہ وقت دور نہیں کہ بلوچستان امن کا گہوارا ہوگا اور یہاں کوئی بدامنی بھی نہیں ہوگی۔لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ہماری حکومت اور notables اور ہماری فورسز ایک page پر ہونی چاہئیں اور اس کے لیے بیٹھ کے ایک حکمت

عملی بنانی چاہیے جو کہ ہمارے امن وامان کے لیے اور کارآمد ثابت ہو سکے اور امن وامان ایک ایسی چیز ہے جناب اسپیکر! جہاں امن ہو وہاں انسان زندگی گزار سکتے ہیں جہاں امن ہو یقیناً وہاں کاروباری حضرات کاروبار کر سکتے ہیں اور طالب علم study کر سکتے ہیں اور انسان زندگی گزار سکتے ہیں۔ اگر امن امان خراب ہو تو یقیناً معاشرہ پھر بگڑ جاتا ہے اور ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ تو مجھے امید ہے جس طرح دوستوں نے یہاں ناامیدی کا اظہار کیا۔ ناامید نہیں ہونی چاہیے اور حالات آہستہ آہستہ بہتری کی طرف جا رہے ہیں اور جس طرح پہلے حالات تھے اُس سے تو اب مجھے بہتر لگ رہے ہیں اور امید ہے بہتر ہو جائیں گے۔ تو یہ ہماری سپورٹ سے ہمارے nottables کی سپورٹ سے اور ہماری پارٹیوں کی سپورٹ سے اور ہم سب نے مل کے اپنی فورسز کو اُن کی حوصلہ افزائی بھی کرنی چاہیے کہ چاہیے اور اُن کو سپورٹ بھی کرنا چاہیے۔ تاکہ اُن کو آگے بڑھتے ہوئے دشمنوں سے لڑتے ہوئے اُن کی کم سے کم حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ شکریہ جناب!

جناب اسپیکر: thnak you حاجی نور محمد دمڑ صاحب۔ خیر جان بلوچ صاحب! آپ کے پاس صرف پانچ منٹ ہیں اور آپ نے پانچ منٹ میں conclude کرنا ہے پلیز۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں امن وامان کے بغیر ہم نہ صرف بلوچستان میں بلکہ پورے ملک میں نہ ترقی کر سکیں گے نہ ہمارا معاشرہ روبہ ترقی ہو سکتا ہے یہ ایک اہم مسئلہ ہے بدقسمتی یہ ہے کہ ہم بلوچستان ایک ایسے زون میں واقع ہے جو ایک conflict zone ہے یقیناً دنیا کے تمام مفاداتی گروہ اپنے مفادات کی خاطر یہاں جو منوس گیم کھیلنا چاہتے ہیں اُس کے اثرات ہوں گے۔ لیکن ہم سب کی یہ ذمہ داری بنتی ہے تمام تر معاملات کو سنجیدگی سے لیں، اُن پر ایک دوسرے سے باہمی مشاورت کے ذریعے چیزوں کو ٹھیک کرنے کا ایک سلسلہ ہے اور عمل کو شروع کریں اُس سے یہ ہوگا کہ جو سازشیں کی جاتی ہیں اگر آپ اُس سازش کو مکمل نہیں روک سکتے لیکن قومی مشاورت سے اُس کا راستہ آپ روک سکتے ہیں۔ تو اسپیکر صاحب! اس مسئلے پر تمام دوستوں نے کھل کر باتیں کیں، ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری فورسز morally demolarize نہ ہوں۔ بالکل وہ چاہے لیویز کی شکل میں ہو یا پولیس کی شکل میں ہو ہماری فورسز ہیں ہم سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اس سلسلے میں قائد ایوان سے میں اپیل کروں گا۔ کہ جناب آپ چونکہ اس وقت حکومت میں ہیں۔ یہ حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ امن امان کو جب تک ٹھیک نہیں کرے تو وہ اپنی ڈویلپمنٹ یا اپنی گڈ گورننس ہے اُس کو آگے نہیں بڑھا سکتی ہے۔ اپوزیشن کے تمام دوست اس بات پر متفق ہیں کہ جو بھی مثبت اقدام لوگوں کی جان مال کے تحفظ یا اُن کی بہتری کے لیے حکومت کرے گی ہم اُن کی حمایت کریں گے۔ سر! ہماری جو لیویز فورس ہے وہ بلوچستان کے میرے خیال میں area 95% پر وہ کام کرتی ہے لیکن اُس کے پاس سہولیات کیا ہیں؟ آپ

اسکو strengthen کریں ناں۔ اُس کو vehicles دیں اُس کی ٹریننگ کو بہتر کریں۔ میرے خیال میں دہشتگرد کے پاس اُس سے بہتر بندوقیں ہیں ہمارے میرے علاقے میں آواران میں خضدار میں جو میرا علاقہ ہے، وہاں دہشتگردوں نے، کئی مرتبہ لیویز پر حملہ کیا۔ لیویز جب جواب دے رہی ہے کہ اُس کی بندوق کام نہیں کر رہی ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ لیویز کارروائی نہیں کرتی ہے بھئی آپ لیویز کو strengthen نہیں کریں گے اُس کو بہترین arms نہیں دیں گے اُس کے پاس تو جدید اسلحہ ہے، لیویز کیا مقابلہ کرے گی۔ سر! اس میں لیویز کی تربیت پولیس کی تربیت کے ساتھ ساتھ وہ سہولیات بھی اُن کو ملنی چاہئیں جن سے وہ دہشت گرد کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکے۔ اور دوسری بات میں یہ کہوں گا سی ایم صاحب یہ بات کوئی برا نہ مانے کہ اگر عوامی نمائندے کوئی رائے دیتے ہیں تو یہ سفارش ہے یا فلاں ہے ہم ووٹ لیکر آئے ہیں، عوام کا روزانہ ہم سے رابطہ ہوتا ہے ہم اپنے علاقے کے لوگوں کو زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں وہاں کے مسائل بہتر طور پر جانتے ہیں عوام ہاں ٹھیک ہے ہم یہ نہیں کہ فلاں چین پر ہمارا بندہ لگائیں یا فلاں تھانے پر میرا ایس ایچ او ہو۔ مجموعی طور پر عوامی نمائندے کی رائے لینا بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی عوامی نمائندہ اُن سے ہٹ کر مفاداتی گروہ کی سپورٹ کے لیے اگر کہتا ہے تو اُس کی بات روکی جائے۔ تو اسپیکر صاحب! اذان ہو رہی ہے بس ٹھیک ہے انہی الفاظ کے ساتھ مہربانی۔

(عصر کی اذان، خاموشی)

جناب اسپیکر: جی خیر جان بلوچ صاحب continue کریں پلیز۔

جناب خیر جان بلوچ: سر! یہی ہے کہ اذان ہوگئی میں تقریباً اپنی بات conclude کر چکا ہوں تو سی ایم صاحب سے گزارش ہے گزارش تو اُنہی سے بنتی ہے حکومت وہی ہے۔ تو ہم ان سے گزارش کرتے ہیں کہ سی ایم صاحب! آپ جو بھی پلان بنائیں گے بلوچستان میں امن وامان کے بارے میں، ہم آپ کے تمام مثبت پلان میں آپ کے ساتھ ہیں۔ اور ہمیں امید ہے کہ آپ عوامی نمائندوں کی رائے کو اہمیت دیں گے۔ یہی ایم پی ایز ہیں جو ہزاروں ووٹ لے کر آئے ہیں۔ اور انکی جگہ اگر منتخب لوگوں کی رائے لی جائے گی پھر تو حالات تو یہی ہوں گے۔ لیکن ان سے امید ہے آپ کی تمام حکومت سے کہ آپ اس معاملے کو بلوچستان میں جو امن وامان کا مسئلہ ہے اُس کو سنجدگی سے لیں۔

جناب اسپیکر: thank you

جناب خیر جان بلوچ: بلکہ ضلعی سطح پر سر! ایک تجویز ہے میری دوستوں نے تجویز پیش کی ہے میں تو کہتا ہوں تمام اضلاع میں ایک راہبر کمیٹی بنائی جائے۔ تمام اضلاع میں ڈپٹی کمشنرز، ہمارے ڈی پی اوز، جو وہاں ہیں، ان کی ہر ماہ میٹنگ بلائیں، علاقے میں کہاں چوری ہوئی ہے، ڈکیتی ہوئی ہے، منشیات ہیں، اُن کی رائے لے لیں۔ جہاں کارروائی کی ضرورت ہو

کارروائی کی جائے یقیناً جب سب کی رائے شامل ہوگی پھر کوئی نہیں کہے گا کہ جی میری پارٹی کے لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارا یا فلاں پارٹی کے، تمام پارٹیز کو آپ لیں گے تو کسی کو شکایت نہیں ہوگی۔ باقی جو شہید ہوئے ہیں، چاہے جمعیت کے ہوں یا کسی اور پارٹی کے ہوں، یا ہمارے ہوں، تمام شہداء ہمارے لیے قابلِ قدر ہیں اوران کے قاتلوں کی گرفتاری بہت ضروری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جمعیت کے اگر راہنما قتل ہوئے ہیں تو ہمارے بھی میر مولا بخش دشتی جیسے ہمارے ضلعی ناظم تھے اُس زمانے میں، دہشتگردوں نے اُنکو بھی شہید کیا نصیب جنگیان کو بھی شہید کیا۔ میرا چھوٹا بھائی ڈاکٹر شہید شفیع محمد، اُسکو بھی شہید کیا۔ یہ تمام شہداء چاہے جس پارٹی کے ہوں، اُنکو میں خراجِ عقیدت بلکہ سرخ سلام پیش کرتا ہوں۔ دہشتگردی کوئی بھی کرے، دہشتگرد، دہشتگرد ہے۔ کسی بھی نام سے کرے، مذہب کے نام سے کرے، قوم کے نام سے کرے، فرقے کے نام سے، جس نام پر بھی کرے، دہشتگرد دہشتگرد ہے۔ اور طاقت میں میری نظر میں بندوق کا حق صرف ریاست کو حاصل ہے۔ کسی فرد، کسی گروہ کو بندوق استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اور ریاست کا بھی فرض بنتا ہے۔ جو لوگ دہشتگردی کا شکار ہوئے ہیں، انکو تھامیں۔ جن پر ظلم ہوا ہے زیادتی ہوئی ہے اُن شہداء کے بچوں کو، اُنکے خاندانوں کو سنبھالیں۔ اور اپنے عوام کو سہولت دیں انصاف دیں تا کہ طبقاتی نابرابری یا سماجی ناانصافی کی وجہ سے آپ کے لوگوں میں جو شکایت ہے، اُن کا ازالہ ہوسکے۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you خیر جان بلوچ صاحب۔ اب میں گزارش کرتا ہوں جناب Leader of the House, to conclude please

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): شکریہ جناب اسپیکر۔ آج اِس مقدس ایوان میں بلوچستان کی جو law and order situation پر سیر حاصل گفتگو کی۔ جناب اسپیکر! میں اِس سے پہلے کہ بلوچستان کے معروضی حالات پر آؤں۔ جو دو چھوٹے چھوٹے ایشوز لیڈر آف دِی اپوزیشن کی طرف سے اُٹھائے گئے تھے، اُن پر مَیں ایک point of view گورنمنٹ کا دینا چاہتا ہوں۔ منسٹر آف دِی ہوم یہاں ہیں نہیں۔ ایک تو جو خضدار میں واقعہ ہوا، جس میں ہمارے پریس کلب کے پریزیڈنٹ مولانا صدیق صاحب کی شہادت ہوئی۔ اور پھر اِس طرح کے بہت سارے واقعات ہوئے میگنیٹ بم کے، وہ گروہ ہماری پولیس نے، ہماری سی ٹی ڈی نے اُنکو گرفتار کرلیا ہے۔ اور اب وہ پروسیکیوشن کے مرحلے سے گزر رہے ہیں۔ اللہ کرے ہماری عدالتیں اُن کو سزا دیں۔ وہ تمام لوگ گرفتار ہو چکے ہیں جنھوں نے خضدار واقعہ کیا ہے۔ اِسی طرح جو عمرانی صاحب کا واقعہ ہے۔ اسکے جو بھی محرکات ہیں وہ اُنکو بہت باریک بینی سے دیکھا جارہا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اِس سے پہلے بھی تین، چار لوگ arrest ہیں اِس واقعے میں۔ مزید بھی انشاء اللہ وتعالی بلوچستان کی پولیس کے اندر یہ capacity موجود ہے وہ جو اس طرح کی killings ہیں اُنکے خلاف وہ ایکشن بھی لے گی۔ اور

انشاء اللہ آپکو satisfy بھی کریں گے۔ آپ کے ساتھ ملاقات بھی کریں گے۔ اور جو ورثاء ہیں، اُنکی satisfaction کی حد تک انشاء اللہ وتعالیٰ ہم قاتلوں کا پیچھا کریں گے۔ جناب اسپیکر! اب میں آجاتا ہوں بلوچستان کے جو حالات ہیں۔ دو قسم کے چیلنجز ہیں ہمیں law and orders کے حوالے سے۔ ایک تو writ of the State گاہے بگاہے کم ہوتی گئی۔ اور اُس سے یہ organized crime ہے، جس میں چوری چکاری ہے اور قتل ہے، ڈاکے ہیں۔ اور میں اسکو اتنا بڑا چیلنج نہیں سمجھتا ہوں۔ گو کہ یہ حکومت کے لیے چیلنج ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم انشاء اللہ وتعالیٰ اس پر بھرپور توجہ دیں گے۔ اور اپنی پولیس اور اپنی لیویز کو capable بنائیں گے کہ کم سے کم وہ جو lawlessness ہے اسکے خلاف ایک مکمل قسم کا ہر ضلع میں جا کر کام کریں۔ اور پولیس کو depoliticise کرنا پڑے گا۔ جناب اسپیکر! اس ہاؤس کی sense ہے اگر پولیس کو depoliticise کرنا ہے تو پھر مکمل کرنا پڑے گا۔ half طریقے سے کام نہیں ہوگا۔ ہمیں انکو مکمل depoliticise کرنا پڑیگا پھر ڈی پی اوز، ایس پیز، ایس ایچ اوز پھر مہربانی کر کے آپ لوگوں سے میری گزارش ہے کہ at least for a period of six months. اب let's do it. ہم نے ڈاکٹر مالک بلوچ صاحب کے ٹائم پر کیا تھا۔ تو آج میں اس مقدس ایوان سے مَیں آئی جی صاحب! مَیں آپکو حکم دے رہا ہوں۔ آج کے بعد آپ کے SPs جس ضلع میں آپ کو جس کو لگانا چاہتے ہیں، آپ پنجاب سے آفیسرز منگوائیں آپ depoliticise کردیں۔ کوئی politician آپکو نہیں کہے گا کہ فلاں SP لگائیں فلاں وہ لگائیں۔ untill and unless کوئی ایسی شکایت ہو کہ جس سے خدانخواستہ کسی ایم پی اے کی عزت مجروح ہو، کسی شہری کی عزت مجروح ہو۔ تو پھر ہم accountability بھی رکھیں گے۔ جہاں ہم آپ کو depoliticise کر رہے ہیں اُسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم آپ کی accountability نہیں کریں گے۔ یہ august House آپ کی accountability ضرور کرے گا۔ لیکن آج سے آپ depoliticise سمجھیں پولیس کو اور پولیس اپنا کام کرے۔ اور اِس crime کے خلاف مکمل آپریشن مجھے بلوچستان میں چاہیے۔ یہ سڑکوں پر پولیس اور لیویز مل کر کام کریں۔ جو ڈاکو ہیں، چور ہیں، جو قتل و غارت ہو رہی ہے، ابھی پچھلے دو دن سے ڈیرہ مراد جمالی میں پھر دو سگے بھائیوں کو قتل کیا گیا۔ اسی طرح اسکا ایک بھائی دو ماہ پہلے مارا گیا عمرانی صاحب کا واقعہ ہوا ہے، so and so on بلوچستان میں جو یہ lawlessness ہے، یہ جو سڑکوں پر ہیں اسکا تدارک ضروری ہے۔ آپ اور پولیس مل کر اِسکا تدارک کریں اور حکومت اسکا تدارک کرے۔ جناب اسپیکر! بڑا چیلنج میں سمجھتا ہوں کہ دہشتگردی ہے۔ اور بلوچستان کے context میں اِس وقت اگر آپ غور کریں تو تین forms ہیں، جس سے بلوچستان کے خلاف بلکہ پاکستان کے خلاف ایک مکمل، منظّم، RAW driven intelligence war.

ہمارے against شروع کی گئی ہے۔ایک، جنہوں نے violence کا راستہ اپنایا ہے وہ violence کے ذریعے ہماری سکیورٹی فورسز پر، عام بلوچ کو مخبر بنا کر اور پنجابی جو بیچارے سیٹلرز ہیں، اُنکی اغوا، اُنکا قتل وغارت، بسوں سے اُتار کر اُنکو مارا جارہا ہے۔عام بلوچ اُس سے extortion لی جارہی ہے۔ mines owners سے extortion لی جارہی ہے۔اور عام بلوچ کا قتل وغارت کیا جارہا ہے۔ ہماری cream ڈاکٹر شفیع کا ذکر کیا گیا۔آواران میں کیا آج تک اُس جیسا ڈاکٹر آیا ہے؟ جب وہ ڈاکٹر بنا اُس نے آواران کے لوگوں کی خدمت کی۔اور دُور دراز آواران کے لوگوں کی خدمت کی۔رات کے تین بجے وہ ٹیلیفون کال پر available ہوتا تھا۔اُسکو کس بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ میر جمالی جو پرنسپل تھے خاران اسکول میں، میر مظفر جمالی اُنکو کس بیدردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ چار ہزار سے زیادہ civilians کی کلنگز، اِن so called یہ جو دہشتگرد ہیں جن کو عام باقی پاکستان شاید ''ناراض بلوچ'' کہتا ہے۔ ہماری اسمبلی تو اِنکو دہشتگرد ڈیکلیئر کر چکی ہے۔ اِن لوگوں نے اُنکی قتل وغارت کی وہ بڑا چیلنج ہے۔اُسکے لیے اِس august House کو چاہیے کہ دوبارہ ڈیبیٹ کرے۔آج تو بہت سارے ممبران اسلام آباد میں ہیں اور باقی جگہوں پر اپنے حلقوں میں تھے۔ اِسکے لیے ایک اسپیشل رکھیں، as a whole committee رکھیں، in camera briefings رکھیں تاکہ پتہ چل سکے کہ آپ پر یہ حملہ آور ہیں اور کس طریقے سے ہیں۔ایک تو یہ violence وہ ہے۔دوسرا جو form ہے وہ کیا ہے۔جناب اسپیکر صاحب! جو ہمارا سوشل میڈیا ہے اس کے ذریعے ہماری law enforcement agencies کو، ہماری حکومت کو ایک منظّم طریقے کے ساتھ عوام اور فوج کو ایک دوسرے سے دور کیئے جانے کی سازش ہے۔اِس پاکستان کو توڑنے کے لئے اس پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے کئی دفعہ سازشیں کی گئی ہیں۔کبھی acid سازش کی گئی۔کبھی sectarian violence کے ذریعے کی گئی، کبھی acid fault line آئی کبھی کونسی fault line آئی لیکن ہمیشہ یہ پاکستان بچا رہا۔اور بچا کیو رہا؟ کیونکہ پاکستان کی nucleus، پاکستان کی فوج تھی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک عوامی فوج ہے۔آج بلوچستان سے، آج بلوچستان سے مادر وطن کے دفاع کیلئے 28ہزار جوان پاکستان کی فوج میں موجود ہیں۔تو کیا وہ بلوچوں کی فوج نہیں ہے؟ تو کیا وہ پشتونوں کی فوج نہیں ہے؟ کیا وہ پنجابیوں کی فوج نہیں ہے؟ یہ پاکستانیوں کی فوج ہے۔تو پاکستانی فوج کو اور پاکستانی عوام کو دُور کرنے کیلئے ایک یلغار برپا کی گئی ہے سوشل میڈیا کے ذریعے۔اور بلوچستان میں بھی اسکا مکمل طور پر ایک حملہ آور ہے، ایک آرگنائزڈ طریقے سے۔اور تیسرا جناب اسپیکر! جو اُس سے بھی important ہے۔ بلوچستان میں ایک social maundering کی جارہی ہے۔کچھ legitimate voices ہیں۔میں اِنکو legitimate voices کہتا ہوں اُن terrorists organizations کا، اُن seperate organizations کا، اُن

miscreants کا جو لوگوں کو قتل وغارت کر رہے ہیں۔ اور اُن کو سڑکوں پر بھیجا جا رہا ہے۔ وہ سڑکوں پر جاتے ہیں اور ہماری پولیس کو provoke کرتے ہیں کہ پولیس اُن کے خلاف ایکشن کریں۔ حکومت اُنکے خلاف ایکشن کرے۔ حکومت کسی بھی پرامن شہری کے خلاف کسی بھی قسم کا چاہے، ہمیں تو اِنکا intentions معلوم ہے۔ کہ اُنکی intentions کیا ہیں اِن جلسے اور جلوسوں کے پیچھے۔ اُس کے باوجود حکومت پرامن شہریوں کے خلاف کسی قسم کی طاقت استعمال کرنے پر یقین نہیں رکھتی ہے۔ ہم نے بار بار مذاکرات کیئے ہیں۔ آپ دیکھ لیں recent episode جو ہوا بلوچ یکجہتی کونسل والے، جب تک وہ سریاب میں بیٹھے ہوئے تھے، ہماری سول ایڈمنسٹریشن ان سے بات چیت کر رہی تھی۔ سڑک بند تھی لوگ تکلیف میں تھے بچے جنہوں نے جانا تھا، کاموں پر نوجوانوں نے جانا تھا، وہ تکلیف میں تھے۔ جن بچوں نے سکول جانا تھا وہ پریشان تھے۔ مریض پریشان تھے سڑک بند تھی لیکن اس کے باوجود کیونکہ ہمیں پتہ تھا کہ اُنکا intention کیا ہے۔ اُن کا intentions یہ تھا کہ پولیس کے ساتھ بھڑ جائیں۔ اور حکومت کے ساتھ اُن کا جو mishandle ہو وہ ہونا چاہئے۔ اب اُسکو رُوکنے کیلیئے ہم انتظار کرتے رہے، ہم نے نہیں کیا۔ اور اُس کے بعد وہ اچانک وہ وہاں سے اُٹھے اور اُن کا خیال تھا کہ ہم ریڈ زون کو قبضہ کر لینگے ریڈ زون کو بند کر لینگے، اب ریڈ زون کیا ہے؟ ریڈ زون ایک ایریا نہیں ہے جناب اسپیکر! ریڈ زون حکومت کی مشینری چلا رہی ہے۔ سول سیکرٹریٹ وہاں ہے۔ گورنر سیکرٹریٹ وہاں ہے، چیف منسٹر سیکرٹریٹ وہاں ہے، سپریم کورٹ لاجز وہاں ہیں۔ ہائی کورٹ ہمارے وہاں ہے۔ آپ کی اسمبلی ریڈ زون میں ہے۔ تو کیا بلوچستان کا سارا حکومتی نظام کسی جھتے کے ہاتھ میں دے دیں اُسکو بند کرا دیں کہ وہ آکے بیٹھ جائیں؟ اور پھر بڑے مزے سے کہیں کہ ہم پُر امن ہیں۔ جہاں Constitution of Pakistan یہ اسمبلی کا۔ جہاں right دیتا ہے protest کا right دیتا ہے to every citizen of Pakistan. وہیں پر یہ right constitution of Pakistan ہم حکومت کو دیتے ہیں۔ to organize that protests. جو لوگ وہاں آکے بیٹھیں گے۔ تو اُسکی organization ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم اُس طرح اُنکو organize کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ احتجاج کرنا چاہتے ہیں، میں آج سے اعلان کر رہا ہوں کہ جو بھی صوبائی دارالحکومت میں احتجاج کرنا چاہتا ہے، ہاکی چوک کو ہم اُسکے لئے مختص کر رہے ہیں۔ وہ جائیں ہاکی چوک پر ہم وہاں پانی مہیا کرینگے ہم وہاں facilities دینگے وہ وہاں احتجاج کریں جو اُنکو آئین نے حق دیا ہے۔ کیا آئین نے یہ حق نہیں دیا ہے، مجھے یہ حق نہیں دیا ہے کہ آپ ہاسپٹل اپنے parents کو لے کر جانا چاہتے ہیں۔ تو میں، آپ کو کوئی روکے تو یہ آئین نے مُجھے حق دیا ہے کہ میں آپ کو وہاں اُس ہاسپٹل تک پہنچاؤں۔ آپ کے بچے کو سکول تک جانے کے لئے جو راستے میں رکاوٹ ہے اُس کو ہٹاؤں۔ تو ہمیں، ہم آج پھر، پھر 28 جولائی کی ڈیٹ رکھی گئی ہے۔ اب آپ دیکھیں جناب اسپیکر! ?Why Gwader یہ Why not

Quetta. ہمارا سب سے thickly populated علاقہ ہے، بلوچ جتنے بھی ہیں گرم علاقوں کے، وہ سب یہاں ہیں۔ اگر آپ نے بلوچ مُچی ہی کرنی ہے تو اُسکے لئے سب سے suitable جگہ تو کوئٹہ تھی۔ آپ نے کیوں گوادر چُنا؟ جناب اسپیکر! گوادر کو اسلئے چُنا گیا کہ جو آج سی پیک کا جو سیکنڈ فیز ہے اُسکے لئے ہماری حکومت، ہمارے وزیرِ اعظم، ہمارے وزراء، ہمارے صدر صاحب، اِن سب نے چائنیز گورنمنٹ کے ساتھ دوبارہ سے ایک ماحول بنایا۔ اور چائنیز گورنمنٹ کو داسُو ک کا جو ایک حملہ ہوا، اُس کے باوجود چائنا ہمارا مستحکم دوست ہے جو ہر مشکل میں پاکستان کے ساتھ کھڑا ہوا، آج سی پیک کا جب سیکنڈ فیز آنے لگ گیا تو گوادر کی یاد ستانے لگی۔ اور ایک ایسے علاقے میں جا کے احتجاج کرنے کا پلان بنایا گیا جس میں ہماری international movements ہیں۔ ہم 14 اگست کو انٹرنیشنل جو ہمارا گوادر ایئرپورٹ ہے اُسکے inauguration کیلئے لیکر جا رہے ہیں۔ اور پھر ایک اور بات میں آج فلور آف دی ہاؤس پر آپ سب کے سامنے بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس intelligence reports ہیں۔ serious threats ہیں کہ یہ جو مُچی ہے ہمارا فرض ہے میں پہلے بتا دوں کہ ہم اُن کی حفاظت کریں گے ہم اپنی پوری حکومتی مشینری لگائیں گے حفاظت کرنے کے لئے۔ اور اِسی لئے ہم اُن سے کہہ رہے تھے کہ آپ venue change کریں آپ کسی اور جگہ پر کریں۔ ہمارے پاس intelligence reports ہیں۔ اور serious intelligence threats ہیں کہ اس مُچی میں BLA خود دھماکہ کرانا چاہتی ہے۔ اُس کیلئے ہمارے پاس past کے examples ہیں۔ مستوئی صاحب یہاں پر ہمارے ایڈیٹر تھے، ہمارے جرنلسٹس سُن لیں۔ اُس کو کس نے مارا؟ کیا BLA کے لوگوں نے نہیں مارا؟ کیا ماما قدیر کی assassination کا پلان BLA نے نہیں کیا؟ کیا جو خاتون کراچی میں سبیل ماری گئی اُنکو BLA نے نہیں مارا؟ .so and so on بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کو اس وجہ سے BLA خود ٹارگٹ کرتی ہے اور اُس کا الزام پھر ریاستی اداروں پر لگایا جاتا ہے۔ ریاستی ادارے ہماری حفاظت کے لئے ہیں ہم انشاء اللہ ensure کرینگے۔ اور ہم فلور آف دی ہاؤس پوری حکومت کو اور پوری اپوزیشن کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ ہم نے بارہا مذاکرات کیے، back door مذاکرات کیے۔ سامنے مذاکرات کیے، بارہا اُن کو بتانے کی کوشش کی بلوچ یکجہتی کونسل جو کہیں رجسٹرڈ نہیں ہے کہیں کسی فورم میں وہ رجسٹرڈ نہیں ہے۔ لیکن کیونکہ وہ اپنے آپکو کہتے ہیں تو ہم بھی کہہ رہے ہیں اُنکو۔ ہم نے بار بار اُن کے ساتھ مزاکرات کیے ہیں۔ کہ آپ venue change کریں۔ گوادر ایک انٹرنیشنل سٹی ہے آپ تربت میں کر لیں ہم آپ کو facilitate کرتے ہیں۔ آپ کوئٹہ میں کرنا چاہتے ہیں ہم آپ کو facilitate کریں گے۔ لیکن اِس کے باوجود اگر وہ بضد ہیں تو حکومت اپنا ایکشن ضرور لے گی۔ ہم کسی جتھے کے ہاتھ میں اپنا کنٹرول نہیں دے سکتے۔ اور یہ جو ایک mindset ہے اسکو discourage کرنا پڑے گا۔ جناب اسپیکر! کل کوئی بھی یہاں

پر ہزار بندے لا کر اکٹھا کر دے اور کہہ دے کہ میں نے یہ جو legitimate جناب اسپیکر ہیں آپ اس اسمبلی کے آپ کو ہٹا کے میں نے خود بیٹھ جانا ہے۔تو کیا یہ ہم mob-mentality کو encourage کریں یا پاکستان میں اسکو discourage کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر معاملے میں جس کا جی چاہتا ہے 20 بندے اکٹھے ہو جاتے ہیں اور سڑک بند کرتے ہیں۔کوئی بھی بلوچستان کی ہائی وے آج کے بعد بند نہیں ہوگی۔قانون آپ کو اجازت دے گا کہ آپ جائیں۔ اور احتجاج ضرور کریں۔لیکن سڑک بند کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ پُرامن احتجاج جس نے کرنا ہے سر آنکھوں پر سو دفعہ کریں ہم آپ کو جگہ بتائیں گے ہم آپ کو facilitate کریں گے بالکل احتجاج کا حق آپ کے پاس ہے کرنے کا حق ہمارے پاس ہے بلوچستان کی سڑکیں ہم بند کرنے نہیں دینگے۔ بلوچستان میں یہ جو organized mob-mentality ہے اِس کو نہیں کرنے دینگے۔اور اس سازش کو سمجھیں، جس طریقے سے ہم پر، آپ دیکھیں بنوں واقعے کی مثال لے لیں، کہ دو دن پہلے ہم پر بنوں میں حملہ ہوتا ہے ہمارے دس جوان شہید ہو جاتے ہیں۔اور اگلے دن پھر ہمارے خلاف بھی جلوس نکلتا ہے۔اور مَیں خان محمود خان اچکزئی صاحب کو اِس فورم سے appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے اُنہوں نے بنوں واقعے کو unfold کیا جس طریقے سے الزام لگایا جا رہا تھا کہ پاکستان کی فوج نے فائرنگ کی ہے۔ اُنہوں نے اپنے statement میں کہا ہے کہ پاکستان کی فوج نے میں فائرنگ نہیں کی ہے۔ یہ میں اُنکو appreciate کرتا ہوں اور اِس طرح کی لیڈرشپ جو mainstream ہماری لیڈرشپ ہے. They have to come up, because یہ ریاست سب کی ہے۔ اِس ریاست کے خلاف بہت منظّم سازش ہو رہی ہے۔اور بلوچستان کی facilities کو سامنے رکھ کے بہت بڑی سازش ہو رہی ہے۔لہٰذا میرے دوست جو on my left and on my right ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ بلوچستان peaceful ہو، بلوچستان میں امن ہوگا تو پاکستان خوشحال ہوگا۔اور اس امن کے لیے جو قربانی دینا پڑی اُس پر حکومت ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے گی۔لیکن سوال یہ ہے کہ ہمیں سول سوسائٹی کی سپورٹ چاہیے۔ہمیں جوڈیشری کی سپورٹ چاہیے۔ہمیں میڈیا کی سپورٹ چاہیے۔کیا یہ جنگ صرف فوج اور سرمچار کی ہے؟ یہ جنگ صرف فوج اور سرمچار کی نہیں ہے۔ یہ جنگ صرف فوج اور دہشتگردوں کی ہے۔ نہیں یہ جنگ فوج اور دہشتگردوں کی، یہ جنگ میری ریاست کی ہے۔ یہ جنگ اس پارلیمنٹ کی ہے۔ یہ جنگ ہمارے علماء کی ہے یہ جنگ ہمارے وکلاء کی ہے۔ یہ جنگ ہماری Judiciary کی ہے۔ یہ جنگ ہماری civil society کی ہے۔ یہ جنگ ہماری intelligencies کی ہے۔ہم سب نے مل کے یہ جنگ لڑنی ہے۔اور یہ ریاست کے خلاف جنگ ہے۔ اور انشاء اللہ وتعالیٰ یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ ریاست اتنی کمزور ہو جائے یا ہمارے پاس یہ capacity اور capability نہیں ہے کہ ہم اپنا اختیار اپنے جتھوں کو دے دیں۔ ہم اپنا اختیار اپنے بندوق بردار لوگوں کو دے دیں۔

اور وہ بندوق کے زور پر اپنا نظریہ ہم پر مسلط کریں۔ ہم اس نظریے کو نہیں مانتے ہم بلوچ آزاد ہیں ہم بلوچ already آزاد ہیں۔ ہمیں constitution نے وہ right دیا ہے کہ آج صدرِ پاکستان ایک بلوچ ہے۔ تو بلوچ کو اس سے زیادہ وہ کون سی ریاست ملنی ہے کہ جہاں پر اُسکو اُسکے rights نہ ملیں۔ اور پھر جو rights بلوچستان کے تھے، جناب اسپیکر! آج تک جتنے بھی rights بلوچستان میں آئے ہیں وہ اس پارلیمنٹ نے دیے ہیں۔ اس پارلیمنٹ کو strengthen کرنے کی ضرورت ہے اس پارلیمنٹ کے تحت جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ وَن یونٹ دیکھ لیں جب صوبہ بنا تو کیسے بنا؟ اس کے بعد جب 18th amendment آئی جو ہمارے قوم پرست دوست جو وہاں بیٹھے ہوئے تشریف رکھ رہے ہیں رحمت بلوچ صاحب، جو لوگ وہ مانگ نہیں رہے تھے، جو ہمارے قوم پرست دوست autonomy مانگ رہے تھے، وہ مانگ نہیں رہے تھے اُس سے زیادہ کی مل گئی۔ تو اَب ہم پر فرض ہے کہ 18th amendment کے بعد ہم اپنے عام بلوچستانی کو گلے لگائیں گے۔ جو عام بلوچستانی ہیں جو ہمارے یوتھ ہیں، وہ ہماری bad-governance کی وجہ سے ہم سے disintegrate ہوئی ہے۔ وہ ہماری bad-governance کی وجہ سے ہم سے ناراض ہوئے ہیں اُس یوتھ کو ہم گلے لگائیں گے۔ We will go to them. We will talk to them. ہم اُن کو روزگار کے مواقع دیں گے اُن کو skilled کریں گے ہم ان کی یونیورسٹیز بہتر کریں گے ہم ان کے سکول، کالجز، ہیلتھ فیسلٹیز بہتر کریں گے۔ یہ 200 ارب صحیح معنوں میں لگائیں گے۔ گو کہ 200 ارب سے بلوچستان develop نہیں ہوسکتا لیکن یہ تو صحیح معنوں میں لگانے چاہیے۔ تو ہم عام بلوچستانی کو گلے لگائیں گے۔ لیکن جس نے violence کی اور جس کی intension میں پاکستان کو کمزور کرنا ہے اُسکے لیے ہمارے پاس کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اُسکے لیے یہاں پر violence کا right یہ violence صرف State exercise کرتی ہے۔ State کے علاوہ violence کسی بھی صورت میں ہو کسی بھی وجہ سے ہو کوئی بھی اُسکی reasons ہوں۔ violence کا right صرف State کے پاس ہے اور State اپنی right exercise کرے گی۔ State exercise کرنا نہیں چاہتی ہے۔ لیکن State کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ State exercise کرے۔ اور ہم smart kinetic کے ذریعے بلوچستان میں جو لوگوں نے violence کا راستہ اپنایا ہوا ہے ہم اُن کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے۔ اور جو احتجاج اور سڑکوں پر ہیں میں اُن کو ایک بار پھر دعوت دیتا ہوں آئیں حکومت کے ساتھ مذاکرات کریں ہمیں یہ موقع دیں کہ ہم آپ کو facilitate کریں کہ آپ نے احتجاج کہاں کرنا ہے۔ وہ choice ہمارے پاس ہے۔ right to assemble آپ کے پاس ہے۔ right to organize ہمارے پاس ہے۔ ہم اپنے right کو exercise کریں گے۔ آپ آئیں ہم سے مذاکرات کریں

ایک دفعہ نہیں سو دفعہ کریں۔ ہماری female MPAs نے آپ کو دعوت دی۔ Mahrang Sahiba is like a daughter to me. اُن کو انہوں نے ہماری لیڈیز ایم پی ایز نے کہا کہ آپ آئیں ہمارے ساتھ مذاکرات کریں۔ آج بھی میں اِس فلور آف دی ہاؤس سے پوری اسمبلی کی طرف سے کہتا ہوں کہ جس نے ہمارے ساتھ مذاکرات کیے،

even, even those who took arms against State of Pakistan, we are ready to talk to them even. Those who killed our innocent people, those who killed our security forces, those who damaged our national assets. Still we are ready to talk with them.

کیونکہ پورا پاکستان یہ سمجھتا ہے کہ یہ مسئلہ سیاسی ہے۔ یہ مسئلہ سیاسی نہیں ہے یہ مسئلہ کہیں سے سیاسی نہیں ہے۔ سیاسی مسئلہ اگر ہے تو ہمارا اور اپوزیشن کا ہوسکتا ہے۔ دو دن ناراض ہوں گے تو تیسرے دن ہم منالیں گے ایک دوسرے کو، چوتھے دن پھر ناراض ہو جائیں گے۔ وہ ایک دن اسمبلی میں ہوں گے دوسرے دن باہر ہوں گے۔ یہ سیاسی مسائل ہیں۔ جب آپ نے بندوق اٹھالی تو پھر اُس کا کون سا سیاسی مسئلہ رہ گیا؟ لیکن باوجود اُس کے، اگر ہمارے ساتھ کوئی ڈائیلاگ کرنا چاہتا ہے ہم بار بار مذاکرات کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم ساتھ ساتھ writ of the State establish کریں گے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ جتھوں کی صورت میں نکلیں۔ اور جو writ of the State ہے اُس کو خود exercise کرنا شروع کردیں، اب بلوچستان اِس کا متحمل نہیں ہوسکتا بلوچستان کے لوگ نہیں ہو سکتے۔ بلوچستان کے لوگوں کو اب ڈویلپمنٹ چاہیے۔ بلوچستان کے لوگوں کو سکول چاہیے۔ ہم نے بلوچستان کے لوگوں کے لیے اسکالرشپس announce کیے۔ ہم بلوچستان کے لوگوں کے لیے health facilities improve کر رہے ہیں۔ جہاں ہم پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے ساتھ مل کے ہیلتھ facilities کو اور اچھا کرنے کی کوشش کریں، دُوردَراز علاقوں میں جا رہے ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے کہ بلوچستان کے لوگ deserve کرتے ہیں good govenance کی۔ اور جو ہماری bad governance کی وجہ سے ناراض ہیں اُن کو ہم گلے لگائیں گے۔ لیکن جس نے violence کا راستہ اختیار کیا ہے۔ یہ پوری اسمبلی میرے ساتھ ہے۔ ہم انشاءاللہ وتعالیٰ اُن کو کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔

جناب اسپیکر: thank you, thank you جناب. Leader of the House.

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 29 جولائی 2024ء بوقت سہ پہر تین بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆